T01-20Oct2026 Abdul Ghafoor/Ed: Shakeel 11:00 AM

# THE
# SENATE OF PAKISTAN
# DEBATES

## *OFFICIAL REPORT*

Tuesday, the October 20, 2026
(364th Session)
Volume VIII, No.02
(Nos. )

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*

Volume VIII SP. VIII(02)/2026
No. 02 04

# Contents


1. Recitation from the Holy Quran ..... 1
2. Recitation of Naat ..... 1
3. Question and Answers ..... 2
4. Leave of absence ..... 28
   - *Senator Faisal Saleem Rehman* ..... *29*
5. Motion under Rule 194 (1) moved on behalf of Chairman, Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resource Development on [The Industrial Relations (Amendment) Bill, 2026] ..... 29
6. Presentation of Report Standing Committee on Information and Broadcasting on [The Right of Access to Information (Amendment) Bill, 2023] ..... 30
7. Presentation of Report Standing Committee on Information and Broadcasting on [The Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2025] ..... 30
8. Presentation of Report Standing Committee on Information and Broadcasting on [The Right of Access to Information (Amendment) Bill, 2021] ..... 31
9. Presentation of Report Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Husna Bano against Deputy Commissioner Hub, Balochistan ..... 31
10. Presentation of Report Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Nadeem Ahmed Bhutto against Deputy Commissioner District Keamari, Karachi ..... 32
11. Consideration of [The Inter-Boards Coordination Commission (Amendment) Bill, 2026] ..... 33
12. Consideration of [The Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Registration and Regulation) (Amendment) Bill, 2026] ..... 33
13. Consideration and Passage of [The Area Study Centres (Amendment) Bill, 2026] ..... 33
14. Consideration and Passage of [The Centre for Clinical Psychology Centres (Amendment) Bill, 2026] ..... 35
15. Calling attention Notice moved by Senator Jan Muhammad regarding blocking of Computerized National Identity Cards (CNICs) of residents of the Rakhshan and Makran Divisions of Balochistan ..... 36
   - *Senator Muhammad Talal Badar, Minister of State for Interior* ..... *39*
16. Motion moved by Dr. Tariq Fazal Chaudhary, Minister for Parliamentary Affairs, to conclude the discussion on the President's address to both the Houses assembled together on 2nd March, 2026 ..... 43
17. Point of public importance raised by Senator Bilal Ahmed Khan regarding blocking of CNICs in Balochistan ..... 44
18. Point of public importance raised by Senator Abid Sher Ali facilitating the poor and working class passengers in obtaining and completing the required documents for traveling abroad ..... 45
   - *Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Interior)* ..... *46*
19. Point of Public Importance raised by Senator Mashal Azam regarding imposition of Emergency and Governor's Rule in Khyber Pakhtunkhwa ..... 49
20. Point of public importance raised by Senator Molana Abdul Wasay regarding the deteriorating law and order situation in Balochistan ..... 53
   - *Senator Rana Sanaullah Khan* ..... *57*
21. Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Talha Mahmood regarding the demand for accountability over accidents and lighting failures in the Lowari Tunnel ..... 61
   - *Senator Rana Sana Ullah Khan* ..... *64*
22. Point raised by Senator Syed Waqar Mehdi regarding fraudulent calls made by an individual impersonating Senator Syed Waqar Mehdi ..... 66

23. Point of public importance raised by Senator Dr. Afnan Ullah Khan regarding security situation in Khyber Paktunkhwa and constitutional grounds for imposition of Emergency and Governor's Rule .....69

- *Senator Falak Naz .....71*

24. Point of public importance raised by Senator Jam Saifullah Khan regarding provision of gas and involvement of Bank official in financial scandal in District Guthki.....75

25. Point of public importance raised by Senator Aon Abbas regarding the prevailing law and order situation in the country .....78

- *Senator Nasir Mehmood .....81*
- *Senator Gurdeep Singh.....82*
- *Senator Rana Sana Ullah Khan.....85*

# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES

Tuesday, the October 20, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

---

## Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

ترجمہ: یہ قرآن بے شک وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے، اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے اجرِ عظیم ہے، اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۃ بنیٓ اسرآءِیل : آیت ۹ تا ۱۰)

## Recitation of Naat

قربان میں اُن کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

ایمان ملا اُن کے صدقے قرآن ملا اُن کے صدقے

رحمٰن ملا اُن کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

قربان میں اُن کی بخشش کے

دل بھر کے منگتوں کے لیکن دینے سے تیری نیت نہ بھری

جو آیا اسے بھر بھر کے دیا محروم کبھی لوٹایا نہیں

قربان میں ان کی بخشش کے

## Question and Answers

Mr. Chairman: Q.No.55. Senator Hidayatullah Khan.

(Q.No.55)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔

Mr. Chairman: Answer taken as read.

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! میرے سوال نمبر 55 کے مطابق جواب میں جو کچھ لکھا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کا answer دیا ہوا ہے should be taken as read

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جی، جناب چیئرمین! انہوں نے جو جواب دیا میں بالکل مطمئن ہوں اور وہ ٹھیک ہے۔ اب مجھے پتا چل گیا ہے پہلے معلومات نہیں تھی ابھی انہوں نے صحیح جواب دیا ہے۔ اس میں کوئی میرا نہیں بنتا۔

جناب چیئرمین: آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جی، جناب چیئرمین! کوئی نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 67 Senator Anusha Rahman Ahmad Khan. Not present.

(Q.No.67)

Mr. Chairman: Q.No.71 Senator Hidayatullah Khan.

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔

Mr. Chairman: Answer taken as read. Any supplementary?

(Q.No.71)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! میرا سوال نمبر 71 ہے۔

جناب چیئرمین: Minister for Communication آپ کا سوال آ رہا ہے۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین!: انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں میرا پہلے سے ایک سوال آ رہا ہے کہ چکدرہ، چترال یا چکدرہ، تیمر گرہ جو انہوں نے road دی ہے، اس میں کافی تاخیر ہو گئی ہے، یہ road بن رہا تھی۔ میرے خیال میں یہ اگست 2027 میں complete کرنا تھی۔ ابھی 2027 بھی آنے والا ہے اور اس کے اوپر کام ہی نہیں شروع ہوا اور نہ کوئی feasibility بنی ہے۔ میرے خیال میں یہ اس لیے ضروری ہے کیونکہ پیسے already Korean Bank کی طرف سے دیے گئے ہیں۔ 2021 سے ان کے پاس پیسے آئے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں اس کے اوپر ہم نے interest بھی دینا ہے، اس کے اوپر کافی خسارہ حکومت کو بھی ہو رہا ہے، عوام کو بھی ہو رہا ہے اور road اسی طرح پڑی ہے۔ اس کے اوپر قیمتی جانیں روزانہ کے حساب سے ضائع ہوتی ہیں اور وہاں پر accidents ہوتے ہیں جو کہ لوگوں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ one-way road ہے، اس پر روزانہ accidents کا خطرہ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ speech نہ کریں، question کریں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ ان کے بارے میں کچھ بتا دیں تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین! منسٹر صاحب۔

جناب علیم خان (وفاقی وزیر برائے مواصلات): جناب چیئرمین! Question No. 71 آپ نے پوچھا؟ یہ Question No. 71 تو ہمارا تھا۔

Mr. Chairman: Q.No.71. ..(Followed by T02)

T02–20Oct2026 Ashfaq/ED: Shakeel11:40 am

جناب چیئرمین: آپ speech نہ کریں، question کریں۔

تو سر minister صاحب بیٹھے ہیں تو اس کے بارے میں کچھ بتا دیں تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی، وزیر صاحب، Question No.71 ہے۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! آپ نے question No.71 کا پوچھا؟

Question No.71 is that the details of the officers of the National Highway Authority posted as OSD for more than three months.

جناب! اس کا اس سوال سے کیا تعلق؟ جناب! Honorable Senator نے سوال پوچھا تھا۔

The details of the officers of the National Highway Authority currently posted as OSD for more than three months ,indicating also their names , designation ,grade ,date ,procedure of the initial appointment ,date of promotion to the present grade ,seniority position ,date of present posting ,and reason for posting as OSD.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

جناب عبدالعلیم خان: اس کے علاوہ ہمارے معزز سینیٹر صاحب کا کوئی question ہے تو وہ میرے پاس آ کر discuss کر لیں لیکن اس question کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عبدالقادر صاحب۔

سینیٹر عبدلقادر: جناب! میں Minister صاحب کی presence سے ایک فائدہ لینا چاہتا ہوں کہ اس question سے detail تین officers کو دیا ہے، شاید اس سے زیادہ ہوں گے لیکن وہ خود explain کر دیں گے۔ ہم بھی یہی بتانا چاہتے ہیں کہ جو بلوچستان کے اندر projects چل رہے ہیں، وہاں پر funding کے severe issue ہیں۔۔۔

Mr. Chairman: Is this related to this question?

سینیٹر عبدالقادر: جناب! اس question سے related نہیں ہے، ان کی presence ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ Minister صاحب کا فائدہ نہیں اٹھانا۔

سینیٹر عبدالقادر: جناب! ان کی presence ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہم کم از کم ان کے گوش گزار کر دیں۔ جی جناب۔

جناب چیئرمین: پھر تو وہ present بھی نہیں ہوں گے جب وہ present ہوں تو آپ کوئی سوال کر سکتے ہیں، یہ تو نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالقادر: جی جناب، بالکل کر سکتے ہیں لیکن ہم یہ ان کو کہنا چاہتے ہیں کہ funding کے جو issues ہیں، ان کو personally دیکھیں، بلوچستان کے projects ہیں بہت زیادہ ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں کر سکتے، آپ fresh notice will be filed. اچھا آپ کرنا چاہتے ہیں.please

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میری آپ سے عرض ہے ماشاءاللہ، آپ اس Chair پر بیٹھے ہیں۔ یہ precedent ہے کہ اگر کسی ministry سے متعلق کوئی بھی question ہو، تو Minister صاحب کو know-how ہوتی ہے کہ اس کو reply کریں۔ اگر honorable سینیٹرز کوئی سوال کرتے ہیں، تو اس کا reply ضرور آنا چاہیے۔ میری یہ نہایت ہی ادب سے وزیر۔۔۔

جناب چیئرمین: عابد شیر علی صاحب، آپ بھی Minister رہے ہیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب! میں ہر چیز کا جواب دیتا رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جب میں Prime Minister تھا، میں سب کے جواب دیتا تھا۔

عابد شیر علی: بالکل، آپ جواب دیتے تھے۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے آپ question کریں گے، وہ اس کی تیاری کر کے آئیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ specific question کریں، what is your question?

سینیٹر عابد شیر علی: جناب! میرا honorable Minister صاحب سے سوال ہے، ان کی Ministry سے ہی related ہے کہ جو sub-standard highways بن رہے ہیں اور آپ motorways پر بھی سفر کرتے ہیں، بڑا bumpy road ہے۔ Motorways پر دنیا میں بھی سفر کرتے ہیں، میں نے آج تک اتنا bumpy road نہیں دیکھا۔ بہت مرتبہ jumps آ جاتے ہیں اور

بڑے مسئلے آتے ہیں۔ میرا honorable Minister صاحب سے سوال ہے کہ اس کی روک تھام کے لیے، sub-standard کاموں کو روکنے کے لیے، آپ کو اس seat پر بیٹھے، ماشاءاللہ تین سال ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کے خلاف کیا اقدامات کیے ہیں جنہوں نے sub-standard کام کا یہ مافیا بنایا ہوا ہے؟

Mr. Chairman: Is this related to this question?

سینیٹر عابد شیر علی: جناب! اسی سے related ہے، یہ Communication کے وزیر ہیں، میں اسی سے related ان سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، وہ بتاتے ہیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: آپ کا شکریہ۔

جناب عبدالعلیم: جناب! میں معزز سینیٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے ایک چیز کی نشاندہی کی ہے۔ میں پہلی بات یہ بتا دوں کہ جو میرے بھائی معزز سینیٹر نے پہلے بات کی تھی، انہوں نے ایک خاص specific روڈ کے بارے میں information مانگی تھی۔ مجھے اس specific روڈ کے بارے میں information اس وقت readily یاد نہیں تھی کہ وہ کون سی سڑک کی بات کر رہے ہیں، اس لیے میں نے ان کو گزارش کی تھی کہ آپ براہ مہربانی اس روڈ کے بارے میں مجھے پوچھ لیں۔ ویسے پوچھ لیں، سوال کرنے کی ضرورت نہیں، میں ہی ان کے پاس چلا جاؤں گا، ان کو بتا دوں گا۔ جناب! آپ کی جو بات ہے، بالکل یہ ایک general question ہے، general question کے لیے میں حاضر ہوں۔ ہمارے کئی roads، کئی motorways ایسی ہیں جن کی اس وقت بھی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اس کے لیے بہت سارے forums ہیں، ہم ان کو highlight کر رہے ہیں جہاں ہمارے کچھ parties کے ساتھ agreements ہوئے ہوئے ہیں تاکہ وہ ان کی maintenance بھی کرتی ہیں اور ان کی well-being کی care take بھی کرتی ہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کی جو شکایت ہے یہ بالکل جائز ہے۔ جو ہماری ملتان motorway ہے، اس کے اوپر آپ نے دیکھا ہوگا کہ اب ہم اس کی بہت ساری چیزیں جو پچھلے دو تین سال پہلے جب وہ بنے ہیں، تو اس میں کافی سارے issues تھے۔ الحمدللہ پہلے اب وہ پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں۔ ابھی M-2 کے اندر یہ مسئلہ آ

رہا ہے، جو آپ نے نشاندہی کی ہے وہ M-2 میں آ رہا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اس کو take up کر رہے ہیں۔ آپ کی نشاندہی ہے، وہ بالکل جائز ہے اور ان شاءاللہ اس پر عمل ہوتا اور یہ چیزوں بہتر ہوتی نظر آئیں گی، ان شاءاللہ۔

Mr. Chairman: Thank you . Question number 74 .Only three questions.

تین سوال کرنے ہوتے ہیں، میں تین سوال کر چکا ہوں۔ پھر باقی رہ جائیں گے۔

سینیٹر منظور احمد: اس کے حوالے سے جو سپیرا راغہ تھا، یارک تھا، وہ پندرہ سال سے ویسے کے ویسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم اسی کا فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کے پاس کوئی random جواب ہے؟

جناب عبدالعلیم خان: ہمارے جو questions تھے، ان میں یہ ساری چیزوں کا ہے، اگر میرے بھائی معزز سینیٹرز یہ دیکھ لیں تو ہمارے پاس مختلف دوستوں کی طرف سے جو سوال پوچھے گئے تھے، ان میں سارا اس کا detailed answer ہے۔ آپ اس کے جوابات check کر لیں، آپ کے پاس یہ ہمارے پاس 44 بھی ہے، 45 بھی ہے، 46 بھی ہے۔ آپ اس کے بارے میں کوئی ایسی چیز ہے جو آپ کو لگتا ہے کہ اس میں کوئی سوال پھر بھی رہ گیا ہے، وہ مجھے بتائیں، میں حاضر ہوں۔ جناب! وہ بھی ڈال سکتے ہیں۔ ہمارے سینیٹر شہادت اعوان صاحب ہیں، ان کے تین questions ہیں جو کہ میرے خیال میں آپ کے question کا answer بھی دے دیں گے۔

Mr. Chairman: I don't want to deprive the other members from asking questions Question No.74, not present.

(Q.No.74)

Mr. Chairman: Question No.38, Senator Muhammad Azam Khan Swati, not present.

(Q.No.38)

Mr. Chairman: Question No.39, Senator Muhammad Azam Khan Swati, not present.

(Q.No.39)

Mr. Chairman: Question No.40, Senator Muhammad Talha Mehmood, not present.

(Q.No.40)

Mr. Chairman: Question No.41, Senator Samina Mumtaz Zehri, not present. Who is this lucky Minister?

(Q.No.41)

Mr. Chairman: Question No.43, Senator Jan Muhammad.

(Q.No.43)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر جان محمد: جناب! وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ان کا جواب ضرور کوئی دیں گے لیکن یہ اتنی تفصیل سے ہے، اس کو بڑی باریک بینی سے دیکھنا چاہیے کیونکہ ہم نے سوال اٹھایا تھا کہ صوبہ وار جو طلباء کو وظائف دیے جاتے ہیں ان کی تعداد بتائیں اور یہ بھی پوچھا تھا کہ وہ وظیفہ کتنا دیا جاتا ہے؟ اس کا جواب نہیں ہے۔ جناب! دوسری بات ہے کہ ایک ہی سوال میں دو جواب ہیں۔ ایک جو list دی گئی ہے کہ بلوچستان کے 79 ادارے ہیں اور اسی میں جب وہ annex پر آتے ہیں تو وہاں 93 ہے۔ تیسری بات ہے، وہ یہ ہے کہ بلوچستان کے 41 ضلعے ہیں، یہاں پر انہوں نے جو ضلعے بتائے ہیں، وہ صرف 21 ہیں یعنی اس میں سے 20 ضلعے جو بلوچستان کے ہیں، آیا وہ آپ کی نظر میں نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین: دیکھیں جان محمد صاحب، آپ اگر ایک ایک سوال کریں گے تو جواب مل جائے گا۔ آپ نے تین، چار سوالات اکٹھے کر دیے ہیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب! ایک ہی سوال ہے، میں وضاحت کر رہا ہوں کہ جواب میں انہوں نے ہمیں دیے ہیں، اس میں جو مختلف باتیں کی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایسا کریں، question بتائیں، کیا چاہتے ہیں، what is your question?

سینیٹر جان محمد: جناب! میں یہ چاہ رہا ہوں کہ بلوچستان اس پوری list میں نظر انداز ہے۔ ایک جگہ کہہ رہے ہیں کہ 79 ادارے ہیں۔ 79 ادارے صرف اور صرف 50% کوئٹہ میں ہیں، انہوں نے 50% صرف ایک district میں دیے ہیں، باقی 50% 20 districts میں ہیں جس میں 20 اضلاع بالکل نظر انداز ہیں اور ان ان بچوں کو کتنا وظیفہ دیا جا رہا ہے، ان کی مد میں یہ بھی نہیں بتایا گیا ہے؟

جناب چیئرمین: وزیر صاحب کا جواب سن لیں۔

جناب طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! آپ کا: بہت شکریہ۔ آپ نے خود بھی very rightly sir you pointed out. جناب! فاضل سینیٹر صاحب کی طرف سے basically جو سوال پوچھا گیا ہے، اس میں ہے کہ number of Government and private technical professional institutes registered with NAVTEC with province-wise, district-wise breakup indicating also the quota allocated, number of students enrolled. وہ تو ساری تفصیل دے دی گئی ہے۔ پھر انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے پوچھا، تو سر اس میں 79 ایسے institutes ہیں کہ جو کہ registered ہیں۔ اس میں صرف private بھی ہیں اور اس میں public sector کے بھی ہیں، government کے بھی ہیں۔ اب دوسری بات سر یہ ہے کہ جو انہوں نے بتایا مختلف districts جس میں بارکھان ہے، ڈیرہ بگٹی، گوادر، حب، جعفر آباد۔۔۔

(جاری۔۔۔T03)

T03-20Oct2026 Tariq/Ed: Neelum 11:50 am.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری۔۔(جاری)۔۔ پھر انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے پوچھا، تو جناب وہاں پر 79 ایسے institutes ہیں جو کہ registered ہیں، ان میں private بھی ہیں اور ان میں public sector کے حکومت کے بھی ہیں۔

اب دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے بتایا کہ مختلف اضلاع جن میں بارکھان، ڈیرہ بگٹی، گوادر، حب، جعفر آباد، قلات، کیچ، قلعہ عبداللہ اور زیارت تک ہیں۔ اس میں یہ بات درست ہے کہ کوئٹہ میں ان institutes کی تعداد زیادہ ہے اس کی ظاہر ہے دو وجوہات ہیں، ایک تو کوئٹہ بلوچستان کا capital city ہے اور وہاں پر residents کی تعداد بھی زیادہ ہے اور demand بھی زیادہ ہے۔ باقی اگر ان کو کوئی خاص concern ہو کہ کسی خاص علاقے میں کوئی institute ہو تو جناب یہ تو دونوں طرح کے ہیں۔ اگر کوئی وہاں پر privately آنا چاہتا

ہے تو NAVTTC انہیں بھی facilitate کرنے کے لیے تیار ہے، ہمارا جو concerned ادارہ اور وزارت ہے انہیں بھی appraise and update کروں گا اور جہاں تک حکومت کا تعلق ہے کہ وہاں پر کوئی نیا public sector institute کھل رہا ہے یا نہیں تو اس کی تو ابھی کوئی ایسی detail or plan موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر جان محمد: تعداد مختلف ہے، وہاں 93 بتائی گئی اور یہاں پر 79 بتائی گئی۔ جناب بلوچستان آدھا پاکستان ہے، آپ آدھے پاکستان کو technical education دے رہے ہیں جس کی حالت یہ ہے کہ آپ نے اس 97 کا 50% صرف ایک ضلع میں رکھا۔ آپ باقی بلوچستان کو کیسے educate کروگے۔ آپ نے وہاں پر جو General Manager بٹھایا ہے وہ کیا کام کرے گا، وہ تو کوئٹہ میں بیٹھ کر ہی اپنے معاملات نمٹا رہا ہے۔ جناب اس کو یا تو کمیٹی میں بھجوادیں تاکہ وہاں پر تفصیل سے بات ہوسکے اور وہاں کوئی ذمہ دار آجائے۔

جناب چیئرمین: سمجھ لگے تو کمیٹی میں بھیجیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب دوبارہ گزارش یہ ہے کہ کوئٹہ capital city ہونے کے ساتھ ساتھ about 30 to 35% of the population of Balochistan cater کرتا ہے، تقریباً پچیس سے تیس لاکھ کوئٹہ کی اپنی آبادی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دن میں چار سے پانچ لاکھ لوگ کوئٹہ آتے ہیں اور اپنا کام مکمل کرکے واپس جاتے ہیں، لہٰذا جناب وہاں پر تو focus زیادہ ہونا ہی ہونا ہے۔ میں نے تو گزارش کی ہے کہ سینیٹر صاحب کی اگر کوئی رائے ہے یا demand ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ فلاں علاقے میں کھولا جائے تو وہ specifically بتادیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب ضلع کیچ کی آبادی چودہ لاکھ ہے اور وہاں پر صرف دو ادارے ہیں۔ ابھی آپ سوچیں کہ کوئٹہ میں آپ نے 45 ادارے بنائے ہیں اور اس کی آدھی آبادی کیچ کی ہے جہاں صرف دو ادارے ہیں، یہ کیا ہے۔ یہ تقسیم ہی غلط ہے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب ادارے کوئی آبادی کی distribution and proportion کو دیکھ کر پورے پاکستان میں نہیں بن رہے ہیں، وہ تو demand کو دیکھ کر بنتے ہیں، جہاں پر demand ہوتی ہے وہاں پر ہی ادارے بنتے ہیں اگر ایک ادارے NAVTTC کو آپ اس طرح کرلیں گے تو پھر آپ medical colleges کو بھی دیکھ لیں، آپ engineering universities کو بھی دیکھ

لیں، ان کی distribution لے آئیں، ایک NAVTTC کا کیا قصور ہے کہ ہم نے اسے پکڑ لیا ہے۔ باقی تمام اداروں کی distribution as per demand ہوتی ہے اور یہاں پر more than 50% institutions private ہیں، یہ سارا government job نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ان سے علیحدہ مل لیں، کوئی specific requirement ہو تو وہ کر دیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جی جناب، وہ پوری کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں کمیٹی میں نہیں۔ جی سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب چیئرمین! اس میں یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ ان کے وظائف کی کیا تفصیلات ہیں، جو طالب علم وہاں پر ہنر سیکھنے کے لیے آتے ہیں اس کے وظائف کی کیا تفصیلات ہیں؟ اس میں وظائف کی تفصیلات تو نہیں دی گئی ہیں اور دوسرا جناب یہ تھا کہ انہوں نے بتایا کہ سندھ کے اندر تقریباً 156 institutes ہیں، کراچی ڈویژن کے سات اضلاع ہیں، انہوں نے صرف چار اضلاع میں NAVTTC بنائے ہیں، جو ضلع ملیر ہے وہ مزدور پیشہ یا غریب طبقے کا ضلع ہے یا کیماڑی ضلع ہے اور District South, صرف چار اضلاع میں انہوں نے NAVTTC کے ادارے قائم کیے ہیں، باقی تین اضلاع کی نہیں ہیں کیونکہ کراچی ڈویژن کے سات اضلاع ہیں ان کی تفصیلات نہیں ہیں اور وظائف کی تفصیلات بھی نہیں دی گئی ہیں کہ انہیں کتنا پیسا یا stipend دیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب، وظائف کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! میرے پاس جو تفصیلات ہیں ان میں سندھ میں دادو، کھوٹکی، حیدرآباد، جیکب آباد، جام شورو، کراچی ملیر، کراچی سنٹرل، کراچی ایسٹ، کراچی کورنگی، کراچی ساؤتھ، کراچی ویسٹ، کشمور، خیرپور، لاڑکانہ، میرپور خاص، نوشہرہ فیروز، سانگھڑ، شہید بے نظیر آباد، سکھر، ٹنڈو اللہ یار، مٹھی، ٹھٹھہ اور عمر کوٹ ہیں، جناب میرے پاس تو یہ تفصیل ہے جو کہ وزارت نے submit کی ہے۔

سینیٹر جان محمد: جناب میں آپ کو پنجاب کے حوالے سے بتاتا ہوں۔ پنجاب کے حوالے سے صفحہ نمبر 36 اور 37 پر ہے، صفحہ نمبر 36 پر انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب کے 436 ادارے ہیں اور پھر انہوں نے صفحہ نمبر 38 پر بتایا ہے کہ پنجاب کے 792 ادارے ہیں۔ جناب 50% زیادہ بتائے ہیں، جناب جب تک اسے کمیٹی میں نہیں بھیجیں گے تو یہ ٹھیک نہیں ہوگا اور وہاں پر چیزیں clear ہوں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب، آپ کی کمیٹی کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب میری گزارش یہ ہے کہ تمام تفصیلات دی گئی ہیں، خوامخواہ ایک ادارے کو ہمیں target کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں کون سی ایسی معلومات ہیں اور تمام اضلاع کا بتایا گیا ہے اور سب سے بڑی بات جو میں تیسری مرتبہ اس معزز ایوان میں بتا رہا ہوں کہ جناب یہ 50% نہیں بلکہ 60% ادارے private ہیں، ان کا وہاں پر قائم کرنا حکومت کے control میں تو نہیں ہوتا، جس جس علاقے میں لوگوں نے ادارے قائم کیے ہیں یہ تو NAVTTC affiliated ادارے ہیں، اس میں تو حکومت کی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس نے target کیا ہوا ہے کہ فلاں جگہ پر کھلے اور فلاں جگہ پر نہ کھلے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب میں نے اس سوال میں NHA سے یہ پوچھا تھا کہ آپ نے پچھلے چار سالوں میں province wise کتنے منصوبے announce کیے ہیں اور کتنے project complete نہیں ہوئے ہیں، ہمیں ان کا period دیں۔

جناب چیئرمین: Minister for Communication, یہ سوال کر رہے ہیں اور سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب نے آپ کو مصروف رکھا ہوا ہے۔ یہ سوال آپ سے متعلق ہے۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! ہمیشہ میں یہاں M-6, M-9 کی بات کرتا ہوں تو میں یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ ایک صوبہ جس سے میرا بھی تعلق ہے، پاکستان کا دوسرا بڑا صوبہ ہے جس کا کام NHA اس توجہ سے نہیں دیکھ رہا جس توجہ سے دوسرے کسی صوبے کا دیکھتا ہے، یہ چارٹ جو انہوں نے دیا ہے تو میں آپ سب دوستوں کی توجہ اس طرف دلواؤں گا کہ یہاں پر انہوں نے M-6 سکھر کا کام 2024 میں کیا اور آج تک 62% ہوا اور اسی طریقے سے serial No.6 پر چلے جائیں یہ پنجاب کا ایک کام ہے جو 2023 میں دیا گیا اور almost 90% complete ہو گیا ہے، اسی طریقے سے serial No.2 پر انہوں نے ایک 2024 میں دیا، ابھی تک 45% ہوا ہے، serial No.3

پر وہ 39% رہا، serial No.4 پر 38% رہا، serial No.5 پر 22% رہا، جب کہ آگے میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ serial No.7 پر جا کر دیکھ لیں کہ پنجاب کا جو دیا ہے وہ 94% پر ہے، 85%، 94%, 40% تو جناب میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ NHA کی توجہ ایک طرف زیادہ ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ NHA پورا پاکستان دیکھے لیکن جب آپ ایک منصوبہ ایک سال میں شروع کرتے ہیں، ایک جگہ پر آپ اس کا complete 90% کر لیتے ہیں، دوسری طرف آپ ایک منصوبے کا complete 22% کرتے ہیں تو ہمارا grievance بنتا ہے تو وزیر صاحب اس کا کیا جواب دیں گے، اس کے بعد میں M6 and M9 کے لیے بات کر سکوں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے مواصلات۔

جناب عبدالعلیم خان (وفاقی وزیر مواصلات): جناب چیئرمین! یہ میں معزز سینیٹر صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔ پچھلے سال ہمارا PSDP دو سو چوبیس ارب کا تھا جس میں سے ہمیں 164 ارب ملا۔ جس میں سے صرف بلوچستان کی ایک سڑک کے لیے 95 ارب خرچ ہوئے تو جناب اس سال 100 ارب روپے۔ ساری کی ساری سڑک بلوچستان میں ہے تو more than 50% of the PSDP is only spent in one province, which is Balochistan اب اگر ہم یہ سارے کے سارے کریں تو ہمارے پاس 66 projects ہیں، اس کے لیے ہمیں 3000 ارب چاہییں اور ہمیں 224 ارب ملے ہیں، کٹ کے ملے ہیں 164 ارب روپے، 164 ارب روپے میں سے 100 ارب صرف بلوچستان پر لگا دیے ہیں تو پورے پاکستان کے لیے کتنا بچا، 64 ارب روپے۔ یہ میں پچھلے سال کی بات کر رہا ہوں جناب، اس سال پھر 224 ارب روپے ملے، اس میں سے صرف ایک project N-25 جو کہ بلوچستان کے لیے ہے اس کے لیے 100 ارب روپے مختص ہیں تو میرے بھائی سے میری گزارش ہے کہ ایسی بات کرنے سے پہلے آپ ذرا facts and figures کو clear کر لیں۔ اس وقت 50% ہو رہا ہے تو کیا یہاں پر خیبر پختونخوا اور سندھ کے دوست کھڑے ہو جائیں اور وہ کہیں کہ بلوچستان میں کیوں 100 ارب روپے خرچ ہو رہے ہیں۔۔۔۔آگے جاری۔۔۔(T-04)

T04-20Oct2026 FAZAL/ED: Shakeel 12:00 pm

جناب عبدالعلیم خان (وزیر برائے مواصلات) (جاری ہے۔۔۔۔) یہاں پر خیبر پختونخوا اور سندھ کے دوست کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ بلوچستان میں 100 ارب روپے کیوں خرچ ہو رہے ہیں؟ ایسی بات نہیں ہے، یہ ہم سب کا پاکستان ہے۔ ہم سب کے لیے یہ اہم ہے کہ ہمارے

ہاں جو projects ہو رہے ہیں، ان میں N-25 بہت اہم روڈ ہے جو کہ آپ کو کراچی سے کوئٹہ تک ملاتی ہے۔ تو میرے خیال میں ہمیں یہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ باقی اگر وہ تفصیلات چاہتے ہیں تو یہ تفصیلات یہاں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے PSDP کے لیے یہ 19 projects جن کے لیے ہم نے 66 billion لیے ہیں۔ یہ میں اپنے بھائی کو دے دیتا ہوں۔ اس میں دیکھ لیں کہ پنجاب کے کتنے ہیں اور دیگر صوبوں کے کتنے ہیں۔

جناب چیئرمین: ضمیر حسین گھمرو صاحب۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب چیئرمین! اسی حوالے سے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ National Highway پر ہماری جو schemes ہیں وہ دریا سے رانی پور تک ہیں۔ ان کا کام، جیسا کہ point out کیا گیا ہے، بہت slow ہے۔ یہ main National Highway ہے اور کراچی کی دو ports بھی اسی کے ذریعے منسلک ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ منسٹر صاحب نے سکھر میں بیان دیا تھا کہ سکھر تا حیدرآباد motorway اگست میں شروع کریں گے۔ جو اخباروں میں بھی شائع ہوا۔ بعد میں منسٹر صاحب نے بیان دیا کہ سکھر تا حیدرآباد motorway اکتوبر میں شروع ہوگا۔ ابھی اکتوبر بھی گزرتا جا رہا ہے۔ اس کے بعد کوئی بیان آیا کہ یہ نومبر میں شروع کریں گے۔ تو میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اس معاملے کو clarify کریں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میرے بھائی! ضمنی سوال سے پہلے میری ایک گزارش ہے سن لیں۔ اس سوال کے لیے ایک الگ سوال کیا گیا ہے، تو میری گزارش ہوگی کہ اس سوال تک آنے دیں۔ اس کے بعد ہم اس کا مکمل جواب دے دیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، ان سے متعلقہ سوال ہے۔ نہیں، سوال اور بھی ہیں۔ اس وقت اگر مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر پوچھ لیں۔ جی، مندوخیل صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں Honourable Minister صاحب کی اس بات سے بہت مطمئن اور خوش ہوں کہ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے ایک پراجیکٹ کے لیے تقریباً 100 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اب یہ پوچھنا ہے کہ ان شاء اللہ یہ جلد از

جلد مکمل ہو جائے گا، کراچی سے کوئٹہ اور کوئٹہ سے چمن تک۔ بلوچستان کے لوگوں کو اس روٹ کے بارے میں معلوم ہے۔ جبکہ ہماری مین روڈ، جو بلوچستان کو دو صوبوں سے ملاتی ہے، یعنی کوئٹہ سے ژوب، ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان، اس کے لیے انہوں نے کتنے funds رکھے ہیں؟

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! جو سوال ہے، آپ تو دوسری سڑک کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! میں اسی پر آ رہا ہوں۔ یہ پراجیکٹ بلوچستان کے حوالے سے ہے، جس کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے۔ میرے Honourable Colleague شہادت اعوان صاحب نے M-6 کی بات کی، جبکہ Minister صاحب نے بلوچستان کی بات کی۔ M-6 اور بلوچستان دو الگ projects ہیں۔ میں اسی حوالے سے بلوچستان کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ دو صوبوں کو ملانے والی سڑک کا کیا ہوا؟

جناب چیئرمین: ابھی اور سوالات آئیں گے تو پھر سوال کر لیجیے گا۔ منسٹر صاحب! یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ جو سڑک دو صوبوں کو ملاتی ہے، اس کا کیا ہوا؟

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! یہ اپنا سوال مکمل کر لیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان، اسلام آباد یا ژوب سے وانا، وانا سے میر علی خیل روڈ، جو بلوچستان کو خیبر پختونخوا اور پنجاب سے ملاتی ہے، اس کے بارے میں بتا دیں کہ یہ projects کب مکمل ہوں گے؟ یہ پہلے ہی announce ہو چکے ہیں لیکن ان کے لیے funds نہیں ہیں۔ یہ ہمیں بتا دیں کہ بلوچستان کے لیے ایک پراجیکٹ پر 100 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں، لیکن باقی projects کو highlight نہیں کیا گیا یا انہیں funds نہیں مل رہے۔ انہیں funds کب تک ملیں گے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟ اس بارے میں بتا دیں۔ Thank you.

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! اگر میرا بھائی نمبر 11 یا نمبر 12 دیکھیں تو اس میں ایک پارک سے ساگو اور ژوب کی سڑک ہے۔ اس کے حوالے سے ہم نے لکھا ہوا ہے کہ تاخیر کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ law and order کا مسئلہ ہے، جس کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے بھائی نے جو بات کی ہے، اس کے حوالے سے میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا کہ ہمارے پاس اس وقت pipeline

میں 66 projects ہیں اور ان کے لیے ہمیں 3 trillion rupees چاہیے۔ ہمیں صرف 224 ارب روپے دیے گئے ہیں، جبکہ پچھلے سال ہمیں 164 ارب روپے ملے تھے۔ ان 164 ارب روپے میں سے بلوچستان میں صرف ایک سڑک کے لیے 100 ارب روپے خرچ ہوئے۔ اس کے بعد پورے پاکستان کے لیے ہمارے پاس صرف 64 ارب روپے بچے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس جو projects ہیں، ان کی تفصیلات بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ اگر میرے بھائی دیکھیں تو بلوچستان کے کئی projects پر اس وقت کام جاری ہے۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری جو priorities ہیں، اگر کسی خاص سڑک کے بارے میں پوچھنا ہے تو وہ مجھ سے علیحدہ بات کر لیں یا اس کے لیے الگ سوال دے دیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، اب چار پانچ سوال ہو گئے ہیں تو اس کا مطلب پھر۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب چیئرمین! یہ آپ کو یاد ہوگا کہ Prime Minister صاحب نے announce کیا تھا کہ یہ Petroleum Levy سے N-25 بنے گی۔ یہ 400 ارب یا 390 ارب روپے کا project ہے۔ تو میری وزیر صاحب سے بھی درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس معاملے کو take up کریں اور ہمارے House کی طرف سے بھی متعلقہ حکام تک یہ بات پہنچائی جائے، کیونکہ پرویز رشید صاحب نے اُس دن Committee میں بھی یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ یہ 100 ارب روپے کا ذکر بار بار کیا جا رہا ہے، جبکہ پورے بلوچستان کو پچھلے سال 15 ارب یا 13 ارب روپے ملے ہیں۔ اب پورے بلوچستان کی سڑکوں کو بنے ہوئے 10، 10 سال اور 8، 8 سال ہو گئے ہیں، لیکن یہ سڑکیں مکمل نہیں ہوئیں۔ اگر کسی سڑک کے لیے ایک سال میں ایک ارب روپے درکار ہوں تو صرف 10 کروڑ روپے allocate ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے تمام سڑکیں کھدی ہوئی ہیں اور کام رکا ہوا ہے۔ تو یہ جو 100 ارب روپے کا ذکر کر رہے ہیں، یہ Petroleum Levy میں سے ہیں۔ یہ Petroleum Levy کے پیسے ان کو ملنے چاہئیں تاکہ ان پر بھی pressure کم ہو اور یہ باقی projects کو بھی چلا سکیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ last question کریں۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: میرا سوال بھی اسی سے ملتا جلتا ہے۔ دیکھیں جناب! ہم لوگ چاہیں گے کہ یہ 100 ارب روپے ایک project پر لگانے کے بجائے باقی projects کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ جس project کی بات کر رہے ہیں، وہ بھی ایک بڑا اہم

project ہے، لیکن ایسا نہ ہو کہ ایک project کی وجہ سے باقی سارے projects بھی suffer کریں۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: Standing Committees آخر کیا کام کرتی ہیں؟

سینیٹر جام سیف اللہ خان: یہاں بیٹھ کر ہم لوگوں نے یہ چیزیں discuss کی ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے پہلے تو ایک گزارش یہ ہے کہ جب یہ Minister لگے تھے تو ہمیں بڑی خوشی ہوئی تھی کہ ماشاءاللہ construction کے شعبے میں ان کی اچھی reputation ہے، اچھا کام کرتے ہیں۔ ہم نے سوچا تھا کہ یہ یہاں آئیں گے تو بہتری لائیں گے۔ لیکن unfortunately مجھے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک unfortunate واقعہ ہوا تھا، اس کے بعد منسٹر صاحب نے آنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ کبھی بھی Committee میں تشریف نہیں لاتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ دیکھیں کہ یہ سارے projects کی ذمہ داری Communication Department کی بھی بنتی ہے۔

Mr. Chairman: This is like a speech.

سینیٹر جام سیف اللہ خان: میں مشورہ دے رہا ہوں۔ سندھ کے یہ دو projects جو 2026 میں مکمل ہونے ہیں، ان کے بارے میں ذرا kindly بتائیں کہ وہ کون سے ہیں، ان کے contractors کون ہیں اور اگر ان میں delay ہوئی ہے تو کیوں ہوئی ہے؟

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی کا مشکور ہوں۔ بات یہ ہے کہ ابھی معزز سینیٹر صاحب نے بتایا کہ پچھلے سال صرف 16 ارب روپے بلوچستان میں باقی projects پر لگے ہیں۔ تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ بلوچستان میں 116 ارب روپے لگے ہیں۔ 164 ارب میں سے 116 ارب صرف بلوچستان میں لگے ہیں، because N-25 بھی بلوچستان کی سڑک ہے اور باقی projects پر بھی پیسے لگے ہیں۔ اب آپ سوچ لیں کہ 164 ارب روپے ملے، ان میں سے 116 ارب صرف بلوچستان پر لگے ہیں۔ تو اگر آپ اس کا اندازہ لگائیں گے تو شاید یہ 60 سے 70 percent بنتا ہے، جو ایک صوبے پر لگایا گیا ہے۔ باقی میرے بھائی نے جو نشان دہی کی ہے، میں بالکل حاضر ہوں۔ جس دن بھی ہماری Standing Committee کی meeting ہوگی، ان شاء اللہ، میں ضرور حاضر ہوں گا۔

Mr. Chairman: OK, thank you.

(مداخلت)

سینیٹر منظور احمد: ہمیں بتادیں کہ کتنے funds release ہوئے؟ یہ تو بتادیں کہ Government کی طرف سے دیے گئے ہیں یا نہیں دیے گئے؟ کوئی road تو double ہوئی ہی نہیں ہے، سب کچھ ایسے کا ویسا ہی پڑا ہوا ہے۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! بھائی سے گزارش ہے کہ یہ 400 project ارب روپے کا ہے۔ اس کے اندر آپ کے پاس پچھلے سال 100 ارب روپے لگے ہیں۔ کوئی پھونک مارنے سے تو سڑک نہیں بن جاتی۔ آپ کے سامنے کام ہو رہا ہے۔ اس وقت اگر پاکستان میں کسی project پر سب سے زیادہ speed سے کام ہو رہا ہے تو وہ N-25 ہے۔ ان شاء اللہ، آپ کو اگلے سال کے end میں یا ان شاء اللہ 2028 کے شروع میں یہ سڑک complete ملے گی۔۔۔(جاری ہے۔۔۔۔۔T05)

T05-20 Oct2026 Taj/Ed. Mubashir 12:10 p.m.

جناب عبدالعلیم خان: (جاری) آپ کے سامنے کام ہو رہا ہے۔ اس وقت اگر پاکستان میں سب سے زیادہ کسی پراجیکٹ پر تیزی سے کام ہو رہا ہے تو وہ N-25 ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اگلے سال کے آخر میں یا 2028 کے شروع میں یہ سڑک مکمل ملے گی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں کوئی غصے میں نہیں، دیکھیں۔

جناب عبدالعلیم خان: میں نے اس میں کون سا غصہ کیا ہے۔ جی بالکل ٹھیک ہے اگر۔۔۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالعلیم خان: میرے سینیٹر بھائی! گزارش یہ ہے کہ مجھے کوئی غصہ نہیں آ رہا، میں نے آپ کی بات کا جواب دیا۔ آپ نے کہا کہ اگر اس سڑک پر 100 ارب روپے لگ گیا ہے تو سڑک کو بن جانی چاہیے تھی۔ میں نے آپ کو اس بات کا جواب دیا ہے کہ وہ پراجیکٹ 400 ارب روپے کا ہے۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please order in the House, take your seat.

جناب عبدالعلیم خان: میری بات تو سن لیں۔آپ نے سوال کیا، میری جواب تو سن لیں۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو صرف ایک چیز بتادوں، I am in the Parliament for the last 42 years. اگر آپ نے تین سے زیادہ سوالات کرنے ہیں تو rules کے مطابق کوئی طریقہ نکالیں جس پر debate کرائیں یا کمیٹی میں، یہاں پر نہیں کرا سکتے۔ آپ نے ایک سوال پر تمام ممبرز کا وقت لے لیا۔ اگر ان کو میں کہوں کہ آپ بیٹھے رہیں تو سارا وقت جو ہوگا وہ اب ان ہی کو دینا پڑے گا۔ جب میں پہلی مرتبہ بچپن میں وزیر بنا تو محمد خان جونیجو وزیر اعظم تھے۔ انہوں نے کہا کہ مکمل جواب نہ دیا کریں، ایک سوال کریں، آپ تھوڑا سا جواب دیں۔ دوسرا سوال کریں تو آپ تھوڑا سا جواب اور دے دیں، تیسرا سوال کریں تو باری ختم ہو جائے گی۔ مطلب اگر پہلے ہی مکمل جواب دے دیں تو لوگ مطمئن نہیں ہوتے۔ معذرت۔ شہادت اعوان صاحب۔

(Q. No. 45)

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میں نے منسٹر صاحب سے پاکستان میں GPOs کی تعداد پوچھی تھی اور extra departmental posts/Post Offices کی تعداد پوچھی تھی۔ انہوں نے اس کا chart دیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو آپ نے chart دیا ہے چونکہ آبادی کے لحاظ سے پنجاب بڑا صوبہ ہے اور رقبے کے لحاظ سے بلوچستان بہت بڑا صوبہ ہے۔ پوسٹ آفس کا کام ہے ڈاک پہنچانا۔ تو بات یہ ہے کہ جہاں پر آبادی ہے وہاں پر آپ نے کیا ہے۔ بلوچستان میں آپ نے total 158 Post Offices بنائے ہیں اور جو ملازمین آپ نے رکھے ہوئے ہیں، وہ 153 ہیں۔ جبکہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے اتنا بڑا صوبہ ہے تو آپ کا ڈاکیہ کہاں پہنچے گا۔ اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں تو باقی صوبوں میں، پنجاب میں 1,467 اور 4,196 آپ نے رکھے ہیں۔ تو بھائی بات یہ ہے کہ بلوچستان کی ڈاک تو آپ کو تین ہفتوں میں جا کر پہنچتی ہے۔ جناب منسٹر صاحب! کیا آپ نے رقبے کے لحاظ سے، آبادی کے لحاظ سے کوئی criterion بنایا ہوا ہے؟ اور کیا وجہ ہے کہ بلوچستان میں آپ نے 158 departmental اور extra departmental only 153 رکھے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کے علاوہ اگلی بات بھی ساتھ کر دوں کہ سندھ پاکستان میں آبادی کے لحاظ سے اگر آپ کہیں گے تو دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہاں پر آپ نے 466 Post Offices رکھے ہیں اور 832 extra departmental رکھے ہیں؟ تو یہ تناسب رکھنے کے لیے آپ نے کون سا criterion بنایا ہوا ہے؟

Mr. Chairman: Minister for Communications.

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! معزز سینیٹر نے جو سوال کیا ہے، اس میں ہم نے ان کو detail دی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ جو Post Offices ہیں، اس بارے میں ہم پالیسی لے کر آ رہے ہیں۔ اس میں ہمارا سالانہ تقریباً 12 ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اگر ہم ان کی ریٹائرمنٹ اور پنشن کی رقم ڈالیں تو شاید یہ رقم 18 سے 19 ارب روپے بن جائے۔ ہم اس کے لیے ایک پالیسی لے کر آ رہے ہیں کہ پہلے ہم اس خرچے کو کم کر سکیں۔ جو criterion بنے گا وہ سب کے لیے ہوگا۔

جناب! یہاں پر NH&MP کا بھی سوال آیا ہوا تھا، اس کا جواب نہیں دیا جا سکا لیکن یہ سارے کا سارا، جس دن یہ اشتہار دیا جاتا ہے، اس دن سب تمام صوبوں میں اسی quota کے مطابق share distribute کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی چیز اس quota سے ہٹ کر نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر چترالی صاحبہ! آپ سوال کرنا چاہتی ہیں؟ یا اپنی mic بند کر دیں۔

سینیٹر فلک ناز: شکریہ، جناب چیئرمین کہ آپ نے سوتیلے صوبے کو بھی موقع دیا۔ یہ تو سارے لاڈلے بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ دونوں لاڈلے صوبے کے ہیں۔ سندھ والے بھی لاڈلے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر فلک ناز: اور پنجاب والے تو کچھ زیادہ ہی لاڈلے ہیں۔ منسٹر صاحب آئے ہیں تو میں موقع کی مناسبت سے منسٹر صاحب سے سوال کروں گی۔ منسٹر صاحب سے پچھلے سال میں نے سوال کیا تھا کہ ہمارے چترال کی سڑکوں کو اکھاڑ کر رکھ دیے ہیں۔ ابھی تو ماشاءاللہ وہاں پر گورنر راج ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: سوال کیا ہے؟

سینیٹر فلک ناز: یہ اسی سے related ہے۔ گورنر راج میں تو انہوں نے کچھ نئے ترقیاتی کام۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ تو کوئی سوال نہیں ہے۔ اس کا اس سوال سے کیا تعلق ہے؟

سینیٹر فلک ناز: وہ ہمارے بورڈ وغیرہ اکھاڑ رہے ہیں، اس سے این ایچ اے کی سڑکیں بھی خراب ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو general بات ہے۔

سینیٹر فلک ناز: جناب! میرا سوال چترال سے متعلق ہے۔ منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ چترال میں لواری ٹنل کے مقام پر ایک grid station بنایا گیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: اس کا اس سوال سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

سینیٹر فلک ناز: جناب! این ایچ اے کے حوالے سے ہے۔ این ایچ اے نے بنایا ہے۔

جناب چیئرمین: اس لیے تو میں وقت نہیں دیتا۔

سینیٹر فلک ناز: مجھے سوال تو کرنے دیں۔ کیا قیامت ہے۔ ہم اپوزیشن والے ہیں۔ آپ سنیں تو سہی۔ جناب! میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو گرڈ اسٹیشن ہے، پنجاب کا کوئی ٹھیکیدار ہے، وہ ماہانہ کروڑوں روپے لے رہا ہے اور گرڈ اسٹیشن بند پڑا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر ventilation اور lighting کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ لواری ٹنل صرف پاکستان کا نہیں بلکہ ایشیا کا سب سے بڑا ٹنل ہے۔ وہاں سے جب بیمار لوگ گزرتے ہیں، کئی لوگ heart patients ہوتے ہیں، وہاں پر ventilation نہ ہونے کی وجہ سے وہ مزید بیمار ہو جاتے ہیں یا expire ہو جاتے ہیں۔ جناب! دوسری بات یہ ہے کہ چترال میں این ایچ اے والے ٹول ٹیکس لے رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے، میں چترال گئی تھی، میں نے وہاں پر کھڑے ہو کر ان سے پوچھا کہ آپ لوگ ٹول ٹیکس کس لیے لے رہے ہیں کیونکہ چترال کے سارے روڈ انہوں نے اکھاڑ کر رکھ دیے ہیں، موہنجوداڑو کے کھنڈرات بنائے ہیں، اس کے لیے ٹول ٹیکس لے رہے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ این ایچ اے نے پورے پاکستان میں لاگو کیا ہے۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! اگر آپ کو اس سوال کی سمجھ آئی ہے تو آپ جواب دیں۔ میرا خیال ہے کہ لواری ٹنل کی بات کر رہی ہیں۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! معزز سینیٹر نے جو سوال کیا ہے۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ لواری ٹنل کی بات کی ہے۔

جناب عبدالعلیم خان: میر بہن میں اس سوال کا جواب دے دوں؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، میں نہیں سنوں گا۔آپ بیٹھیں۔جی۔

جناب عبدالعلیم خان: ایک تو یہ کہ گورنرراج پر میرا کوئی قصور نہیں ہے۔اس لیے آپ بیٹھیں اور میرا جواب تو سن لیں۔ میرا کیا قصور ہے، جواب تو سن لیں۔

جناب چیئرمین: ان کی mic بند کریں۔جی۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! لواری ٹنل کے بارے میں ہماری معزز بہن نے جو سوال کیا ہے۔۔۔

Mr. Chairman: Senator Chitrali Sahiba, please order in the House.

وہ خبر نہیں بن رہی چونکہ آپ موقع کی مناسبت سے صحیح بات نہیں۔آپ جواب سنیں۔

جناب عبدالعلیم خان: میری معزز بہن، آپ نے جو سوال کیا ہے۔ جواب تو سن لیں۔ پہلی بات یہ کہ آپ کا شکریہ، لواری ٹنل کے حوالے سے جو آپ نے نشان دہی کی ہے، یہ بالکل ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: بہت اچھا سوال ہے۔

جناب عبدالعلیم خان: ہمیں آپ کے اس کام کے لیے تقریباً 36 ارب روپے کی بجٹ چاہیے۔ ان شاء اللہ، ہم آپ کی بات کے مطابق کام کر رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں، جس طرح میں نے آپ سے پہلے عرض کی تھی کہ ہمارے پاس 164 ارب میں سے صرف 50 ارب کے قریب پورے پاکستان کے لیے بچا ہے اور 116 ارب روپے صرف بلوچستان میں لگ رہا ہے۔ اسی لیے میں کوشش کروں گا کہ اس مرتبہ اس سال آپ کے لیے special budget نکال سکیں، لواری ٹنل میں lights لگانے کے لیے اور ventilation کے لیے 36 ارب روپے کی ضرورت ہے۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہاں پر ٹول ٹیکس اس لیے لگا ہے کہ لواری ٹنل اربوں روپے خرچ کرکے بنی ہوئی ہے۔ اس سے جتنے بھی پیسے آئیں گے، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ پیسے اس ٹنل کے لیے ہیں۔ (جاری۔۔۔T06)

جناب عبدالعلیم خان: (جاری) اربوں روپے کے ساتھ وہ لواری ٹنل بنی ہوئی ہے۔ اس کے اندر سے ان شاءاللہ تعالیٰ، آپ کے جتنے بھی پیسے آئیں گے، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ آپ کی اس ٹنل کے لیے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ، اس علاقے کی بہتری کے لیے خرچ ہوں گے۔

جناب چیئرمین: یہ کل headline لگے گی آپ کے نام سے۔ مندوخیل صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: چیئرمین صاحب! میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں جو figures دیے گئے ہیں، پورے پاکستان میں 85 GPOs ہیں، 2,887 post offices جبکہ 6,735 extra ہیں۔ کیا منسٹر صاحب مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان تمام GPOs اور extra post offices میں کتنے employees ہیں اور سالانہ ان employees کے expenses کتنے ہیں جبکہ ان کی آمدن کتنی ہے۔ ان کے مقابلے میں ہمارے ملک میں جو private sector میں courier کا کام کر رہے ہیں، TCS وغیرہ، وہ سالانہ کتنا کماتے ہیں اور ان کے expenses کتنے ہیں۔ اگر پرائیویٹ سیکٹر ہمارے گورنمنٹ سیکٹر سے زیادہ income کماتا ہے اور اس کے expenses کم ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ ہمارے expenses زیادہ ہیں اور income کم ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس صورتحال کو بہتر کرنے کے لیے کیا plan ہے، ذرا بتادیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! یہ جو سوال کیا گیا ہے، کیا اس کی detail, answer میں موجود ہیں؟

جناب عبدالعلیم خان: جناب! میرے پاس جتنی detail ہے، میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ معزز رکن نے پہلے جو بات کی، انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس یہ جو 6,735 extra-departmental post offices بنتے ہیں، اس کے علاوہ GPOs اور post offices ہیں، ان سب کے لیے آپ کے پاس کتنی strength ہے۔ معزز رکن اگر جواب کا اگلا صفحہ نمبر ۲ دیکھیں گے تو اس کے اوپر یہ strength دی گئی ہے۔ اگر آپ دیکھیں گے تو یہ 15,541 کی strength موجود ہے اور یہ صوبہ وار دی گئی ہے۔ اس میں اسلام آباد، خیبر پختونخوا، پنجاب، بلوچستان، سندھ اور آزاد کشمیر بھی ہے۔ دوسری بات جو معزز رکن نے کی، وہ نشاندہی بالکل ٹھیک ہے۔ اس وقت ہمارے employees کی تعداد تقریباً 22,000 ہے۔ اس تعداد کے ساتھ جہاں تک profit یا loss کی بات ہے تو ہم کئی سالوں سے نقصان میں چل رہے ہیں۔ اگر private sector کے ساتھ compare کیا جائے تو اس وقت ہماری strength اتنی زیادہ ہے کہ ہمارا زیادہ تر بجٹ

لوگوں کی تنخواہوں میں نکل جاتا ہے۔ اگر ہم نے اس کو بہتر کرنا ہے تو ہمیں یا تو اپنی strength کو کم کرنا پڑے گا یا پھر ہمیں اسے privatize کرنا پڑے گا۔ دونوں کے اوپر کام ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، ہم اگلی دفعہ آپ کے پاس اس کا پورا plan لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شہادت اعوان صاحب۔

(Q. No.46)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میں نے اس سوال میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھا تھا کہ موٹروے میں جو آپ کے لوگ ہیں، جو آپ نے deploy اور post کیے ہوئے ہیں، ان کے domicile کی تفصیل صوبہ وار بتائیں کہ کس طریقے سے آپ نے لوگ رکھے ہیں۔ انہوں نے چارٹ دیا ہے۔ انہوں نے پہلے چارٹ میں uniform والے اور non-uniform والے لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ پنجاب میں 3,927 ہیں جبکہ سندھ میں 1,116 ہیں۔ اسی طریقے سے انہوں نے domicile-wise strength non-uniformed officers کی بتائی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ پنجاب میں 1,229 ہیں جبکہ سندھ میں 468 ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے جو officials بتائے ہیں، AJK میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ اسی طریقے سے non-uniform, AJK میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ آخری چارٹ Annex-A جو دیا ہے، وہ دیکھنے والا ہے کہ انہوں نے summary of uniform officers, scale-wise دی ہے۔ اس میں سیریل نمبر 3 پر جو DIGs بتائے ہیں، اس کے مطابق ان کے پاس گیارہ DIGs ہیں، جن میں سے چھ پنجاب میں سے ہیں، چار خیبر پختونخوا سے ہیں جبکہ ایک سندھ سے ہے۔ باقی صوبوں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ بات بہت قابل توجہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے گریڈ 18 کے افسران بتائے ہیں۔ یہ ٹوٹل 23 ہیں۔ یہاں پر بھی دیکھ لیں کہ ان 23 میں سے 17 پنجاب سے جبکہ سندھ سے صرف دو ہیں۔ اسی طریقے سے انہوں نے DSP بتائے ہیں جو کہ 141 ہیں۔ ان میں سے 89 پنجاب سے، سندھ سے 19 جبکہ بلوچستان سے سات ہیں۔ اسی طریقے سے انہوں نے جو انسپکٹر پولیس بتائے ہیں، وہ 1,287 ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو لکھا ہوا ہے، آپ question کریں۔

سینیٹر شہادت اعوان: ان میں پنجاب سے 811 جبکہ سندھ سے 154 ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ کیا آپ نے ملازمتوں کے کوٹا کے حوالے سے کوئی ratio رکھی ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ 80 فیصد آپ نے ایک بڑے صوبے سے لیے ہوئے ہیں۔ بلوچستان سے کوئی نہیں ہے، AJK سے کوئی نہیں ہے، سندھ کو آپ نے تین یا چار فیصد دیا ہے۔ اسی طریقے سے خیبر پختونخوا کو دیا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ disparity کیوں ہے؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! معزز سینیٹر بھائی اگر اس جواب کو دیکھیں تو جتنی بھی نوکریاں دی جاتی ہیں، اس کے لیے quota-wise باقاعدہ اشتہار آتا ہے اور اس کے بعد ان کو hire کیا جاتا ہے۔ اس میں سے کوئی بھی hiring بغیر quota کے نہیں ہوتی۔ اگر آپ اس جواب کو دیکھیں تو اس میں بلوچستان سے 1124 ,uniform officers ہیں۔ خیبر پختونخوا سے 1396 ہیں۔ آپ نے کہا کہ AJK سے کوئی نہیں ہے تو وہاں سے 150 ہیں جبکہ GB سے 104 ہیں۔ پنجاب سے 3927 ہیں جبکہ اسلام آباد سے 113 ہیں۔ سندھ سے 1116 ہیں۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو quota کے بغیر رکھی گئی ہے۔ ابھی بھی جو hiring ہوئی ہے، جو آج سے کچھ مہینے پہلے ہوئی ہے، وہ ساری بھی quota کے مطابق ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: فوزیہ ارشد صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ انہوں نے domicile-wise summary of uniform officers/officials کا ایک چارٹ دیا ہے۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہتی ہوں، اس میں انہوں نے گیارہ ranks دیے ہیں۔ ان گیارہ ranks میں اسلام آباد سے پہلے پانچ سیریل نمبر پر زیرو officers/officials ہیں۔ There is no Grade 22, 21, 20, 19 and 18 officer on these posts. یہاں پر دی گئی تفصیل کے مطابق چھ ranks ایسے ہیں جہاں اسلام آباد سے کوئی نہیں ہے۔ ابھی منسٹر صاحب نے بات کی ہے۔۔۔۔۔ (T07 پر جاری ہے)

سینیٹر فوزیہ ارشد: (جاری ہے۔۔۔۔۔)اسلام آباد میں 1, 2, 3, 4, 5, 6 zero ہیں، there is no Grade 22, Grade 21, 20, 19, 18 and 11. There are six ranks. ادھر اسلام آباد میں کوئی نہیں ہے اور ابھی وزیر صاحب نے بات کی ہے کہ quota wise یہ positions fill in ہوئی ہیں۔ تو would you kindly tell me what is the quota for Islamabad? اسلام آباد ہمیشہ مارا جاتا ہے، please اسلام آباد کا quota تو بتائیں کہ کس بنیاد پر چھ post نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ نے کر لیا، وزیر صاحب! یہ بھی اسلام آباد سے ہیں اور میں بھی اسلام آباد کا Senator ہوں، what is the quota?

جناب عبد العلیم خان(وفاقی وزیر برائے مواصلات): بات یہ ہے کہ 113 posts میں سے جتنی posts نکالیں جاتیں ہیں، وہ ساری کی ساری quota-wise hiring ہوتی ہیں۔ لیکن جب ان کی promotions ہوئی ہیں، جتنی total posts تھیں، اس کے مطابق ہی ان کی promotion ہوئی ہے۔ اس میں جو promoted ہیں، وہی آگے گئے ہیں، ابھی تک آپ کے اسلام آباد میں BS-18 سے اوپر کوئی نظر نہیں آ رہا۔ ہماری بہن نے جو بات کی وہ بالکل ٹھیک ہے، اس میں جو بھی criteria ہے، وہ ہم اپنی بہن کے ساتھ share کر دیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you, last question Ghumro *Sahib*.

(Q.No. Last)

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب! میرا question یہ ہے کہ Constitution کے Article 38-G کہتا ہے کہ Federal Government shall secure shares of the provinces in all Federal services and Autonomous Corporations and if there is any omission, it shall be rectified.

تو یہ جو figures ہیں۔۔

جناب چیئرمین: آپ آئیں، ابھی میں نے آپ کو وقت دیا، آپ نہیں بولے۔ فوزیہ ارشد نون لیگ کی تو نہیں ہیں۔ یہ فوزیہ ارشد کہاں کی ہیں؟ چترالی صاحبہ آپ لے آئیں۔ مجھے پتا ہے، اس لیے تو میں انہی کو بھیج رہا ہوں۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: Constitution کے Article 38-G میں لکھا ہوا ہے کہ Federal Government shall ensure that shares of Provinces in all Federal services shall be secured and if there is any omission it shall be rectified. تو 18th amendment میں یہ provision ڈالا گیا۔ لیکن motorway police جو ہے، وہ Government of India Act 1935 سے ہر constitution میں یہ صوبائی subject ہے، including railway police, motorway police. تو یہ ایک تو انہوں نے غیر قانونی motorway police رکھ لی ہے، یہ صوبائی subject ہے۔ دوسرا، یہ صوبوں کو Constitution کے مطابق ان کا share نہیں دیتے، یہ تو violation ہے constitution کی، sir! Constitution میں یہ provision ہے کہ Federal Government shall ensure that shares of all provinces are secured and only any omission has to be rectified۔ تو یہ violation ہے۔

جناب چیئرمین: Rectify کی ضرورت ہے تو he is a lawyer.

جناب عبد العلیم خان: معزز ممبر کی خدمت میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ list پڑھ لیں، تو اس list کے اندر ان کو کون سے صوبے کی نمائندگی نہیں ملتی؟ سارے صوبوں کی نمائندگی اس کے اندر موجود ہے۔ تو مجھے نہیں سمجھ آئی کہ اس میں غیر آئینی اور غیر قانونی کون سی بات ہے؟ سارے صوبے جیسا کہ AJK, اس کے اندر گلگت بلتستان اور چاروں صوبے باقاعدہ اس کے اندر شامل ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you, Talha Mahmood *Sahib* is not present. Question hour is over[1]. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the house shall be taken as read.

[1] *The question hour is over and remaining questions and their answers placed on the table of the House be treated as read.*

## Leave of absence

Mr. Chairman: Senator Raja Nasir Abbas has requested for the grant of leave for 16th October, 2026 during the current Session due to personal engagement. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Senator Mir Dostain Khan Domki has requested for the grant of leave for 16th October, 2026 during the current Session due to personal engagement. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Senator Sarmad Ali has requested for the grant of leave for 13th to 16th October, 2026 during the current Session due to visit abroad. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Senator Liaqat Khan Tarakai has requested for the grant of leave for the whole current Session due to illness. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Senator Ahmed Khan has requested for the grant of leave for the whole current Session due to personal engagements. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Senator Qurat-ul-Ain Marri has requested for leave for 19th to 21st October, 2026 during the current Session due to personal engagement. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Senator Abdul Shakoor Khan has requested for the grant of leave for 16th October, 2026 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Order No. 03, Senator Zeeshan Khanzada, Chairman Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resource Development, may move Order No. 03.

**Senator Faisal Saleem Rehman**

سینیٹر فیصل سلیم رحمان: Passport کے حوالے سے جو Bills سینیٹر عبدالقادر لے کر آئے تھے، جو دونوں Committee سے approve ہوئے تھے اور یہاں پر قادر صاحب نے تو وہ withdraw کر لیا لیکن کل میں نے on the floor کہا تھا کہ ایک ہو گیا تھا ایک نہیں ہوا تھا، تو وہ record کے لیے clear کرنا تھا کیونکہ کہ کل مجھ سے statement میں تھوڑی سی غلطی ہو گئی۔

جناب چیئرمین: مجھے آپ مل لیں گے، یہ move کریں۔

سینیٹر فیصل سلیم رحمان: شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: کون کرے گا؟ یہ کریں گے۔ Ok, you can move.

**Motion under Rule 194 (1) moved on behalf of Chairman, Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resource Development on [The Industrial Relations (Amendment) Bill, 2026]**

Senator Zamir Hussain Ghumro: I, on behalf of Senator Zeeshan Khanzada, Chairman Standing Committee on Overseas Pakistanis and Human Resource Development move under sub-rule (1) of Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the time for presentation of report of the Committee on a Bill further to amend the Industrial Relations Act, 2012 [The

Industrial Relations (Amendment) Bill, 2026], introduced by Senator Kamran Murtaza on 24th August, 2026, may be extended for a period of sixty days with effect from 23rd October, 2026.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(*The motion was carried*)

Mr. Chairman: The Motion is carried. Senator Atta-ur-Rehman, Chairman Standing Committee on Religious Affairs and Interfaith Harmony may move Order No. 04. Not present. Order No. 05, Senator Syed Ali Zafar, Standing Committee on Information and Broadcasting may move Order No. 05.

**Presentation of Report Standing Committee on Information and Broadcasting on [The Right of Access to Information (Amendment) Bill, 2023]**

Senator Sarmad Ali: I, on behalf of Senator Ali Zafar, Chairman Standing Committee on Information and Broadcasting, present report of the Committee on a Bill further to amend the Right of Access to Information Act, 2017 [The Right of Access to Information (Amendment) Bill, 2023], introduced by Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur on 20th November, 2023.

Mr. Chairman: The report stands laid. Senator Ali Zafar *Sahib,* Order No. 06, please move Sarmad Ali *Sahib*.

**Presentation of Report Standing Committee on Information and Broadcasting on [The Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Sarmad Ali: I, on behalf of Senator Ali Zafar, Chairman Standing Committee on Information and Broadcasting, present report of the Committee on a Bill further to amend the Pakistan Broadcasting Corporation Act, 1973 [The

Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2025], introduced by Senator Mohammad Abdul Qadir on 1st December, 2025.

Mr. Chairman: The report stands laid. Senator Ali Zafar *Sahib,* Order No. 07, please move.

**Presentation of Report Standing Committee on Information and Broadcasting on [The Right of Access to Information (Amendment) Bill, 2021]**

Senator Sarmad Ali: I, on behalf of Senator Ali Zafar, Chairman Standing Committee on Information and Broadcasting, present report of the Committee on a Bill further to amend the Right of Access to Information Act, 2017 [The Right of Access to Information (Amendment) Bill, 2021], introduced by Senators Manzoor Ahmed and Mirza Muhammad Afridi on 25th January, 2021.

Mr. Chairman: The report stands laid. Senator Ali Zafar *Sahib,* Order No. 07, please move. Senator Syed Waqar Mehdi, Chairman Committee on the Rules of Procedure and Privileges may move Order No. 08.

**Presentation of Report Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Husna Bano against Deputy Commissioner Hub, Balochistan**

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Husna Bano against Deputy Commissioner, Hub, Balochistan.

Mr. Chairman: The report stands laid. Senator Syed Waqar Mehdi.

**Presentation of Report Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Nadeem Ahmed Bhutto against Deputy Commissioner District Keamari, Karachi**

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Nadeem Ahmed Bhutto against Deputy Commissioner, District Keamari, Karachi.

Mr. Chairman: The report stands laid. Minister Incharge Cabinet Secretariat may move Order No. 10. [Followed by T08]

T08–20Oct2026 Imran/ED: Neelum 12:36 pm

Senator Syed Waqar Mehdi: (Continued) report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Nadeem Ahmed Bhutto against Deputy Commissioner, District Keamari, Karachi.

Mr. Chairman: Report stands laid. Minister in-charge Cabinet Secretariat may move Order No.10.

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اس کو pend فرمادیں۔ Defer فرمادیں۔

Mr. Chairman: OK, deferred. Order No.11. Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training may move Order No.11. Any minister wants to move?

ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کا item number 11 ہے۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اس پر clear instructions نہیں ہیں تو کو میرا خیال ہے کہ اس کو defer ہی فرمادیں۔

جناب چیئرمین: رانا ثناء اللہ صاحب! اگر آپ چاہیں تو اس کو move کرلیں پھر میں کمیٹی کو refer کر دیتا ہوں۔

**Consideration of [The Inter-Boards Coordination Commission (Amendment) Bill, 2026]**

Senator Rana Sana Ullah Khan: I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill to amend the Inter-Boards Coordination Commission Act, 2023 [The Inter-Boards Coordination Commission (Amendment) Bill, 2026], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Bill referred to the concerned standing committee. Order No.13.

**Consideration of [The Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Registration and Regulation) (Amendment) Bill, 2026]**

Senator Rana Sana Ullah Khan: I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill to amend the Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Registration and Regulation) Act, 2013 [The Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Registration and Regulation) (Amendment) Bill, 2026], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Bill referred to the concerned standing committee. Order No.15

Minister for Parliamentary Affairs, move Order ڈاکٹر طارق فضل چوہدری ! کیا آپ move کریں گے۔ جی No.15.

**Consideration and Passage of [The Area Study Centres (Amendment) Bill, 2026]**

Dr. Tariq Fazal Chaudhary: I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui move that the Bill further to amend the Area Study Centres Act, 1975 [The Area Study

Centres (Amendment) Bill, 2026], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? I now put the motion to the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted unanimously. We now take up Second reading of the Bill i.e clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 8. So, I will put these Clauses before the House as one question. The question is that, Clauses 2 to 8 do form part of the bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Clauses 2 to 8 stand part of the bill.

سینیٹر شیری رحمان: اس Bill کے بارے میں بس بتانا تھا چونکہ government نے نہیں بتایا کہ یہ اچھی پیش رفت ہے۔ ہم اس لیے support کر رہے ہیں کہ gender representation boards پر یہ یقینی بنا رہے ہیں کہ ہر board پر in ministries. So, it's a good Bill and we should support it.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب کو appreciate کریں۔

We may now take up Clause 1, the preamble and the title of the bill. The question is that Clause 1, the preamble and the title do form part of the bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Clause 1, the preamble and the title, stands part of the bill. Order No.16. Dr. Khalid Maqbool Siddiqui. Minister for Parliamentary Affairs, please move Order No.16.

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ جناب، میں honourable سینیٹر شیری صاحبہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے government کے اس initiative کو appreciate کیا ہے۔ بنیادی طور پر سر یہ government کا جو decision ہے، میں further اس کو explain کر دوں کہ مختلف institutions کے اندر اور اس طرح کے جتنے دیگر اداروں میں جتنے بھی

ہو amendment تو یہ بھی جو women representation must be 33 percent.ہیں، اس میں boards Bill رہی ہے، یہ women representation 33 percent کے حوالے سے یہ board of governors میں بھی present کیا گیا ہے۔

I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, move that the Bill further to amend the Area Study Centres Act, 1975 [The Area Study Centres (Amendment) Bill, 2026], be passed.

Mr. Chairman: I now put the motion to the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted and the bill stands passed unanimously. Order No.17. Minister for Parliamentary Affairs, move Order No.17.

**Consideration and Passage of [The Centre for Clinical Psychology Centres (Amendment) Bill, 2026]**

Dr. Tariq Fazal Chaudhary: I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, move that the Bill to amend the Centre for Clinical Psychology Centres Act, 1983 [The Centre for Clinical Psychology Centres (Amendment) Bill, 2026], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: I now put the motion to the house.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted unanimously. We now take up Second reading of the Bill i.e clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 8. So, I will put these Clauses before the House as one question. The question is that, Clauses 2 to 8 do form part of the bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Clauses 2 to 8 stand part of the bill. We may now take up Clause 1, the preamble and the title of the bill. The question is that Clause 1, the preamble and the title do form part of the bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Clause 1, the preamble and the title, stands part of the bill. Order No.16. Dr. Khalid Maqbool Siddiqui. Minister for Parliamentary Affairs, please move Order No.18.

Dr. Tariq Fazal Chaudhary: I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, move that the Bill to amend the Centre for Clinical Psychology Centres Act, 1983 [The Centre for Clinical Psychology Centres (Amendment) Bill, 2026], be passed.

Mr. Chairman: Mr. Chairman: I now put the motion to the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted and the bill stands passed unanimously. Order No.19. Calling attention Notice. Jan Muhammad *Sahib*! Ok OK, منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب! آج Interior Minister موجود نہیں ہیں لیکن۔۔۔

Mr. Chairman: Order No.19. Who is the mover. Jan Muhammad Sahib, please move order No.19.

**Calling attention Notice moved by Senator Jan Muhammad regarding blocking of Computerized National Identity Cards (CNICs) of residents of the Rakhshan and Makran Divisions of Balochistan**

Senator Jan Muhammad: I wants to draw attention of the Minister for the Interior and Narcotics Control towards the blocking of computerized national identity cards of residents of Rakhshan and Makran Divisions of Balochistan.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ کوئی statement دیں گے؟

سینیٹر جان محمد: جناب! بالکل دیں گے۔ اس پر میری لمبی چوڑی statement ہے کیونکہ یہ دو ڈویژن ہیں۔ ایک تو مکران ہے پہلے ہم مکران کو لیتے ہیں۔ مکران وہ علاقہ ہے جو ایک طرف ایران کو border کرتا ہے اور ساتھ میں مکران کا ایک علاقہ ہے جسے ضلع گوادر کہتے ہیں، آپ بھی جانتے ہیں اور سب جانتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں آذان ظہر سنائی دی گئی)

(جاری۔۔۔ T09)

T9-20 Oct2026 Naeem Bhatti/ED; Mubashir 12:50 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! میں calling attention notice پر بات کر رہا تھا بلوچستان کے مختلف اضلاع ہیں جن میں دو اہم divisions ہیں، ایک مکران ہے اور دوسرا رکشان شامل ہیں۔ دونوں کی الگ الگ position ہے، میں پہلے مکران کی position آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو I.D Cards block ہیں، ان میں دو positions ہیں، مکران کا ایک ضلع گوادر ہے، آپ بھی جانتے ہیں کہ بلوچستان کبھی برصغیر کا حصہ نہیں رہا، یہ ایک آزاد ریاست تھی۔ اُس زمانے میں سلطان تیمور وہاں آئے، وہاں عمان کے بادشاہ آئے تو انہوں نے پناہ دی اور اس کے ساتھ گوادر کی انتظامیہ بھی عمان کی سلطنت کو دی۔ گوادر میں عمان کی سلطنت کافی عرصے تک بلوچستان کے حکمرانوں کا باقاعدہ ایک agreement کے ذریعے وہاں حکومت رہی لیکن بعد میں عمان کی سلطنت نے یہ علاقہ بلوچستان یا پاکستان کو واپس کر دیا۔ یہاں کے لوگوں کی آبادی یعنی 50% سے زیادہ کے عمانی passport holders ہیں کیونکہ وہ پہلے عمان کے ساتھ رہے ہیں، اُن کے ساتھ اِن کی بڑی relationship رہی ہے، اس لیے ان کے پاس passport اور ان کے شناختی کارڈ ہیں، وہ اب پاکستان میں ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے دنیا کے مختلف ممالک کے ساتھ dual nationality کے agreements ہیں لیکن اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ نہیں ہیں۔ جہاں ہمارے borders لگتے ہیں، ان کے ساتھ بھی نہیں ہے اور عرب ممالک کے ساتھ بھی ہمارا کوئی agreement نہیں ہے۔ اب جو شناختی کارڈ block کیے گئے ہیں، یہ لوگ بیک وقت گوادر کے رہائشی ہیں، ان کی فیملی کا ایک حصہ عمان میں رہتا ہے، یہ گوادر میں نوکریاں کر رہے ہیں۔

یہاں سے انہوں نے medical and engineering کی seats لی ہیں اور وہ مختلف نوکریاں کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے یہی option ہے کہ ہم عمان کے ساتھ ایک dual nationality project پر sign کریں اور یہ مسئلہ حل کریں۔ اگر یہ مسئلہ اُس طرح حل نہیں ہوتا تو اس کے لیے کوئی حل نکالیں کیونکہ یہ عمانی بھی ہیں اور پاکستانی بھی ہیں، یہ گوادر میں رہتے ہیں اور سارے ملازم ہیں، کوئی اٹھارہ گریڈ میں ہے، کوئی انیس گریڈ میں ہے، کوئی بیس گریڈ میں ہے، ان میں ڈاکٹر اور انجینئیرز ہیں، یہ مختلف محکموں میں کام کر رہے ہیں، ان سب کی تنخواہیں بند ہیں اور accounts بھی منجمد ہیں۔

جناب والا! ہمارا دوسرا معاملہ ایران کے ساتھ ہے کیونکہ ایران کے ساتھ ہماری نو سو کلومیٹر کے قریب سرحد ہے اور دونوں طرف بلوچ رہتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ کوئی تقسیم نہیں تھی، یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں، یہ families بھی تقسیم ہیں، کچھ لوگ وہاں، کچھ لوگ یہاں۔ اب یہ مسئلہ ہو گیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ایرانی سند یا شناخت نامے تھے، پاکستانی تھے، ان سب کو block کر دیا گیا ہے۔ صرف انہیں block نہیں کیا گیا جنہوں نے ایران سے یا افغانستان سے شناختی کارڈ لیا ہے، اگر ان کی فیملی کا ایک بھی فرد اس میں ملوث ہے تو انہوں نے تمام family tree کو block کر دیا ہے جس سے بلوچستان کے لوگ مشکلات کا شکار ہیں۔ اگر مجموعی طور ان تمام block I.D Cards کو لیں تو یہ پانچ لاکھ سے زائد ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی آبادی ہے۔ گوادر کا معاملہ الگ ہے، باقیوں کا معاملہ یہ ہے کہ آپ ان کے لیے یہ راستہ نکال سکتے ہیں کہ جس کے پاس ایرانی شناخت نامہ ہے، اگر کوئی فرد ایران میں ہے، اسے آپ روکتے ہیں، اسے block کرتے ہیں تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اگر اس کے نام پر پورے خاندان کے شناختی کارڈز کو block کریں گے، پوری family tree کو block کریں گے تو ان کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔

جناب والا! میری ایوان سے اور خاص طور پر وزارت داخلہ سے درخواست ہے کہ ان معاملات کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ یہ ہمارے لوگ ہیں، یہ سرحدات آج کی نہیں ہیں اور نہ ہی پاکستان بننے کے بعد کی ہیں، یہ تو ہزاروں سال پرانی سرحدات ہیں، لوگوں کے رشتے اور تعلقات ہیں اور یہ اتنی جلدی، یکدم اور ایک order سے ختم نہیں ہوں گے۔ اس کے لیے آپ کو چاہیے کہ سنجیدگی سے سوچیں اور block کرنے کا سلسلہ سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں ہو رہا، آپ اس میں نرمی کریں۔ ان لوگوں کے شناختی کارڈ block ہونے کی وجہ سے ان کی جائیدادیں، ان کے bank accounts, ان کے کاروبار، سب کچھ متاثر ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ Minister of State for Interior.

**Senator Muhammad Talal Badar, Minister of State for Interior**

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): شکریہ، جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ NADRA Ordinance 2000 کے تحت ہی ہم registration کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کے باقی قوائد وضوابط ہیں۔ اس میں اگر کوئی ایسا I.D Card holder جو اہل نہیں تھا یا اس نے کوئی ایسا document جو بعد میں surface ہوا ہے، وہ دے کر اپنی اہلیت بنا کر شناختی کارڈ لیا ہے تو اسے block کرنے کا permission اور اختیار ہے۔ جناب والا! ابھی ہمارے سینیٹر صاحب نے جو کہا ہے، یہ two divisions ہیں، ان two divisions میں آٹھ اضلاع ہیں اور ان آٹھ اضلاع کی total population 2.9 million ہے۔ اس 2.9 million population میں جو شناختی کارڈ block ہوئے ہیں وہ 8875 ہوئے ہیں۔ جو شناختی کارڈ block ہوئے ہیں، یہ بھی کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوتا، اس کے لیے ہماری ایک regional committee بنی ہوئی ہے، ہم اسے RLB کہتے ہیں، یہ regional level کا board ہے جو اسے دیکھتا ہے اور اگر اس کے بعد اعتراض دور ہو جائے تو شناختی کارڈ دوبارہ بحال کر دیا جاتا ہے، otherwise, اگر وہاں سے نہ ہو تو ہماری ایک کمیٹی جو highest level Headquarters میں ہے، وہ یہ دیکھتی ہے۔ ہمارے پاس block 8875 total I.D Cards ہیں۔ جناب والا! اس وقت پورے بلوچستان میں جو شناختی کارڈ block ہیں، وہ افغان شہریوں نے یا کسی اور ملک کے شہریوں نے بغیر شناخت بتائے یا جعلی documents بنا کر یا بہت بڑی بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے لوگوں نے انہیں اپنی family tree میں کسی وجہ سے شامل کر لیا ہے، یعنی وہ آدمی ان کی family کا نہیں تھا لیکن انہوں نے اسے family tree میں شامل کر دیا جس کے بارے میں کئی مرتبہ پتا چل جاتا ہے کہ یہ غلط ہوا ہے۔ اس وقت پورے بلوچستان میں جو شناختی کارڈ block ہیں وہ 138166 ہیں۔ جن دو divisions کا انہوں نے کہا ہے، ان کے آٹھ اضلاع میں صرف 8875 شناختی کارڈ block ہیں۔ (جاری۔۔۔T/10)

T10-20Oct2026 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 1:30 PM

سینیٹر محمد طلال بدر: (جاری۔۔۔) جناب چیئرمین! جن دو divisions کا انہوں نے کہا ہے، ان کے آٹھ اضلاع میں صرف 8875 شناختی کارڈ block ہیں۔ میں دوبارہ floor of the house پر کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس میں کسی ملک کے ساتھ یا کسی قبیلے کے ساتھ یا کسی فرد کے ساتھ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ کس سے ہے۔ اس کا بالکل کوئی تعلق regional politics سے یا internal اور کسی چیز سے نہیں

ہے۔ ہم بالکل چیزوں کو on merit دیکھتے ہیں۔ ابھی عمان کی بات کی ہوئی ہے، وزیر داخلہ کوئی تین مرتبہ عمان گئے ہیں۔ عمان کی Interior Ministry کیونکہ ویزے جاری کرتے ہیں، عمان کی حکومت نے ہمارے ویزے پر ایک دو مرتبہ سختی کی، بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم بند بھی کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے ہیں یہاں سے جو ہمارے پاس کوئی heinous crime ہے جس میں drug trafficking شامل ہے۔ ان کے پاس جو heinous crime ہے اس تمام میں ہم number one ہیں۔

جناب والا! یہ بڑی ایک شرمندگی کی بات ہے۔ ہم نے ضرور کئی چیزوں پر سختی کی ہے کیونکہ یہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں soft borders تھے، لوگ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں، عزیز داری ہے، بالکل ٹھیک کہتے ہیں لیکن بہت سارے ملکوں میں ایک ایک قبیلہ دو دو حصوں میں بٹا ہے، بہت ایسے ممالک میں بھی ہے جنہیں ہم بڑے ترقی یافتہ کہتے ہیں۔ لیکن اب دنیا کا رواج soft borders والا ختم ہو گیا ہے۔ آپ اب document کے بغیر نہیں کر سکتے۔ اگر نادرا کے ریکارڈ پر question mark آ جائے کہ اس میں aliens ہیں، اس میں وہ لوگ ہیں جو پاکستانی نہیں ہیں، ہم نے انہیں پاکستان کا شناختی کارڈ جاری کیا ہے۔ ہمارا ایک ایسا document ہے، اس پر question اٹھے تو پھر ہماری credibility پر question اٹھ جاتا ہے۔

جناب والا! اسی میں ایک اور example کہ سعودی عرب نے ہمیں 5000 سے زیادہ لوگوں کا ریکارڈ دیا، انہوں نے کہا کہ پاکستان کے یہ لوگ fake documents کے پاسپورٹس پر آئے اور یہ سارے افغانی ہیں۔ جناب! اس طرح کی باتوں کا پھر ہمارے ویزوں پر، ہمارے ان سے تعلقات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ میں معزز سینیٹر کو یقین دلاتا ہوں اگر کوئی specific cases ان کے پاس ہیں، ہم اس کو solve کرنے کو اور دوبارہ redress کرنے کو تیار ہیں۔ میں دوبارہ کہہ دوں 8% پورے بلوچستان کا بنتا ہے جو کہ اگر پورے بلوچستان میں 138166 شناختی کارڈ block ہیں تو یہاں صرف 8875 ہے۔ یہ 8% سے بھی کم بنتا ہے، کوئی 7% کے قریب، بلوچستان کی آبادی تقریباً 3 million کے قریب ہے۔ Thank you very much, sir.

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! ایک گوادر کا مسئلہ تھا۔ گوادر کے مسئلے پر ہم نے بھی منسٹر صاحب سے اور ڈپٹی پرائم منسٹر سے بات کی ہے۔ انہوں نے agree کیا کہ عمان کے ساتھ dual nationality کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارے ان کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں ہم چاہتے ہیں معاملہ یوں حل ہو، اس کے حل کا طریقہ یہی ہے۔ ہم Interior Ministry میں سیکرٹری سے بھی ملے اور بات کی کہ گوادر کا

چونکہ ایک genuine issue ہے، اس کو اس طرح آپ حل کر سکتے ہو، اس کے حل کا طریقہ کار یہی ہے۔ جناب! باقی رہا دیکھیں! رخشان کا چاغی یا دالبندین کوئٹہ سے 500 kilometer کے فاصلے پر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب!

سینیٹر جان محمد: رخشان سے لے کر کوئٹہ تک ہماری writ نہیں ہے، نہ ہمارے وہاں ادارے ہیں اور نہ آپ کا شناختی کارڈ بنانے والا ادارہ وہاں پر کام کر رہا ہے۔ شناختی کارڈ بنانے والا ادارہ جس کا نام آپ نے لیا، ہمارا یہ ادارہ وہاں ابھی موجود نہیں ہے۔ ان کے سارے offices جلائے گئے ہیں۔ ابھی ایک بندے کو اپنے ان معاملات کے لیے کہاں آنا ہوگا؟ آپ نے تو آسانی سے کہہ دیا کہ وہ کوئٹہ آ جائیں۔ آپ کہتے ہیں کوئٹہ سے اسلام آباد آ جائیں۔ جناب! یہ لمبا ایک process ہے، ہم مشکل میں ہیں۔ ہمارے لوگوں کا آنا جانا اتنا آسان نہیں ہے۔ بلوچستان جو آدھا پاکستان ہے، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو ایک چھوٹے سے کام کے لیے 200,300 kilometer جانا پڑتا ہے 200 kilometer جانا پھر وہاں پہنچتے ہیں office بند ہے۔ آج سرکار کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، وہ نہیں آیا، معاملات وہیں پر پڑے رہتے ہیں۔ چھ چھ آٹھ آٹھ مہینے سے لوگ دربدر ہیں۔ جناب! اس کا کوئی اور حل نکالیں یا کوئٹہ میں ایک باقاعدہ علیحدہ office بنائیں کہ جو ان معاملات کو دیکھیں کیونکہ کوئٹہ میں بیک وقت دیکھیں ہم افغانستان سے بھی ہیں اور ایران سے بھی ہیں۔

جناب والا! یہ بات درست ہے کہ دنیا میں drug trafficking یا دوسرے cases میں یا crime میں ہمارے لوگ جیلوں میں بہت زیادہ ہیں، سعودی ہو، عمان ہو، دبئی ہو، جہاں بھی دیکھیں ہیں۔ لیکن چونکہ ہماری معیشت کا بھی دارومدار انہی لوگوں پر ہے جو باہر سے پیسے بھیجتے ہیں ناں۔ جہاں بڑے پیمانے پر لوگ جاتے ہیں تو وہاں crime بھی ہوتا ہے، ریاست کو دیکھنا چاہیے اپنے ان جیلیوں کو جو وہاں بند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان مسئلوں کا حل ہے، اس مسئلے کا حل نکالیں، وہ بند ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب آپ کا بہت شکریہ۔

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! لیکن وہ لوگ جو سفر کر رہے ہیں یہاں کے شہری ہیں، بلوچ ہیں، پشتون ہیں، اس ملک کا حصہ ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. The Calling Attention Notice is disposed of. Yes, please.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! گزارش ہے، بالکل ٹھیک کہتے ہیںdual nationality والا agreement وہ دونوں ریاستوں کی مرضی سے ہوتا ہے۔ یورپ میں بہت سارے دوسری جگہ پر ہمارے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرانہ کرنا چاہے تو one-way نہیں ہو سکتا۔اس کے لیے بہت سارے ایسے ممالک جو کہتے ہیں کہ وہ نہیں کرتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب، گزارش ہے کہ باقی دوست بھی اس point پر بولنا چاہیں گے۔اس کے بعد point of order پر آپ کر لیجیے گا۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! جی، ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے گزارش کی ہے کہ dispose of کے بعد آپ کر لیں کیونکہ یہ Calling Attention Notice تھا۔انہوں نے بیس منٹ بول لیا،آپ point of order پر اسی کو take up کر لیں۔ منسٹر صاحب بیٹھیں گے۔اس کے بعد آرڈر نمبر 20 Calling Attention Notice عابد شیر علی صاحب کا ہے۔ منسٹر صاحب جواب دینے کے لیے کوئی ہے۔ کون دے گا؟

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! کوئی وزیر یہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کا کوئی جواب دے گا۔ رانا صاحب،آپ جواب دیں گے؟آرڈر نمبر20 پر Calling Attention Notice ہے Minister for Energy (Power Division)

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: جناب چیئرمین! نہیں، اس کو defer کر دیں کیونکہ میں نے تو اس بارے میں کوئی information collect نہیں کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، next جس دن بھی ہوگا اس دن لے لیں گے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عابد شیر علی صاحب، طارق فضل صاحب کا wait کر لیتے ہیں اگر وہ آ جاتے ہیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب آ گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، وہ آ گئے ہیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! میری عرض سن لیں! یہ بڑا technical calling attention ہے۔ ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب تو اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ یہ untouchable holy cow ہے کہ ان کو ہاتھ میں تلوار دے دیں اور پورے پاکستان کے غریبوں کی، مزدوروں کی، صنعت کاروں کی گردنیں tariff کے ساتھ اڑاتے جائیں۔ آج تک میں نے وزیر موصوف کو اس house میں آتے نہیں دیکھا۔ میرا دوسرا تیسرا Calling Attention ہے ہمیشہ deferment کا کہتے ہیں کہ اسے defer کر دیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ urgent public matter ہے کہ لوگوں کی بجلی کے بل دے دے کر کمر ٹوٹی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ابھی اسے نہیں لینا تو مجھے ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب نے request کی تھی چیئرمین صاحب کو کہیں کہ اسے اگلے rota day کے لیے fix کر دیں۔ یہ بہت ضروری ہے، اور منسٹر صاحب کا یہاں پر ہونا ضروری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گزارش یہ ہے کہ انہیں بلوا لیتے ہیں، next time وہ آ کر جواب دے دیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب! پھر آپ اسے next Tuesday کے لیے fix کر دیں۔ (جاری ہے۔۔۔T11)

T11-20Oct2026 Tariq/Ed: Neelum 01:10 pm.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گزارش یہ ہے کہ انہیں بلوا لیتے ہیں، next time وہ آ کر جواب دے دیں گے۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب پھر آپ اسے next Tuesday کے لیے fix کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جو ہو گیا۔ شکریہ، منسٹر صاحب ایک گزارش سنیں کہ بہت سا business رہتا ہے۔ Order No.21, motion for thanks, آج اس کو dispose of کرتے ہیں، منسٹر صاحب آپ نے last time کہا تھا کہ اس پر talk out ہو چکا ہے تو اسے ہم dispose off کر سکتے ہیں۔

**Motion moved by Dr. Tariq Fazal Chaudhary, Minister for Parliamentary Affairs, to conclude the discussion on the President's address to both the Houses assembled together on 2nd March, 2026**

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جی جناب بالکل کر سکتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: I will put this motion. Order No.28, relate to the discussion on the motion of thanks to the President's address to both Houses assembled together on 2nd March, 2026.

on conclusion of the discussion, this motion is disposed of.اس میں سب دوستوں نے بات کر لی ہے،

I now put the motion before the House, that the House express its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 2nd March, 2026.

*(The motion was carried unanimously)*

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Business is over, سینیٹر بلال صاحب، آپ کچھ point of order پر بولنا چاہتے تھے۔

## Point of public importance raised by Senator Bilal Ahmed Khan regarding blocking of CNICs in Balochistan

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں معزز وزیر داخلہ سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں بلوچستان کے دو ڈویژنز کے نام لیے جس میں آٹھ ہزار سے زیادہ اور پورے بلوچستان میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کے شناختی کارڈز بلاک کیے جا چکے ہیں۔ وزیر صاحب نے یہ بات کی ہے کہ ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو basically بلوچستان سے، ان اضلاع یا ان علاقوں سے تعلق نہیں رکھتے لیکن ان کا نام، ان علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے family tree سے جوڑ دیا گیا ہے۔ کیا منسٹر صاحب، kindly آپ مجھے سنیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب توجہ فرمائیے گا۔ چوہدری طلال صاحب توجہ فرمائیے گا۔

سینیٹر بلال احمد خان: منسٹر صاحب، میرا بڑا اہم سوال ہے، اگر آپ مجھے سن لیں۔ میں دوبارہ سوال دہراتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے کہا کہ جن لوگوں کے نام ان family trees میں شامل ہوئے ہیں تو کیا منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا ان لوگوں نے اپنی مرضی سے ان لوگوں کو اپنے family trees میں شامل کیا؟ کیا ان کی طرف سے کوئی ایسی چیز یا ثبوت written میں موجود ہے یا آپ کے ادارے نادرا نے لوگوں سے ساباز کر کے، کچھ پیسے لے کر ان لوگوں سے پوچھے بغیر ان کے family trees میں شامل کیا ہے اور غیر قانونی کام کیا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اگر جن لوگوں نے in written یہ چیز دی ہے کہ یہ شخص میری family میں شامل کیا جائے تو پھر تو آپ اس پورے فیملی کے

شناختی کارڑز بلاک کر سکتے ہیں لیکن جس خاندان کو پتا نہیں کہ میری family tree میں کوئی غیر شخص داخل ہو چکا ہے اور اسے enter کرنے والا ادارا نادرا ہے تو نادرا کے اس دفتر یا اس اہلکار کے بارے میں آپ کیا کر رہے ہیں، اس کے بارے میں آپ نے کیا کیا ہے اور اگر وہ بغیر کسی ثبوت اور وجہ کے کسی کے family tree میں غیر قانونی طور پر داخل ہو چکا ہے، اس خاندان کے شناختی کارڑ کے بارے میں آپ کیا کر رہے ہیں اور جو شخص شامل ہو چکا ہے اس کے بلاک شناختی کارڈ کے بارے میں آپ کیا کر رہے ہیں، براہ مہربانی یہ بتادیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب منسٹر صاحب۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! میرا بھی ایک چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا سوال بھی اسی سے متعلق ہے؟

## Point of public importance raised by Senator Abid Sher Ali facilitating the poor and working class passengers in obtaining and completing the required documents for traveling abroad

سینیٹر عابد شیر علی: جی جناب اسی سے متعلق ہے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں معزز منسٹر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پاسپورٹ کی فیس بہت زیادہ بڑھادی ہے۔ کئی غریب لوگ ہیں جو travel کرنا چاہتے ہیں ان کی اتنی approach نہیں ہے کہ وہ پیسے دے کر اپنا پاسپورٹ بنالیں۔ دوسرا جو اصل مسئلہ ہے وہ یہ کہ ایک جھوٹے مقدمے میں کسی کی FIR کٹی ہے، وہ بھی بیرون ملک travel نہیں کر سکتا ہے۔ اگر وہ شخص کسی بھی مقدمے میں wanted ہے یا وہ کسی heinous crime میں ملوث ہے۔ جناب آپ کی توجہ چاہیے۔ اگر کسی عام شخص پر FIR کٹتی ہے، وہ جھوٹی بھی ہو سکتی ہے، وہ بیرون ملک سفر نہیں کر سکتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب تک وہ most wanted نہیں ہے، جب وہ کسی heinous crime میں ملوث نہیں ہے تو جناب یہ بڑی زیادتی کی بات ہے، بہت سے لوگ شکایات لے کر آتے ہیں ایک تو پاسپورٹ کی فیس کے بارے میں جناب منسٹر صاحب بتائیں کہ پہلے ہی اتنی مہنگائی کا طوفان ہے اور یہ بوجھ بھی ہم نے غریب آدمی پر ٹھوکا ہے کہ آپ کسی بھی جگہ پر سفر نہیں کر سکتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ ہماری بہت بڑی labour class ہے جنہیں airports پر سفر کرنے سے روک دیا جاتا ہے، وہ بے چارے اپنے کام کے لیے باہر جاتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ آپ کے پاس driving licence نہیں ہے، فلاں چیز نہیں ہے، ایک غریب آدمی جس کی آگے

ہی کمر ٹوٹی ہوئی ہے، میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان معاملات کو دیکھیں کیونکہ غریب عوام کی majority بیرون ملک سفر کرتے ہیں تو اس بابت بتائیں اور سینیٹر صاحب نے شناختی کارڈز کے بلاک کرنے کی بات بھی کی ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ منسٹر صاحب اس بارے میں ایوان کو آگاہی دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

**Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Interior)**

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب ایک تو سینیٹر بلال خان صاحب نے بات کی ہے کہ لوگ کس طرح سے family tree میں شامل ہوتے ہیں۔ Family tree میں دو طرح سے ہی شامل ہو سکتے ہیں، بلال خان صاحب بالکل ٹھیک کہتے ہیں، ایک تو خاندان خود اسے کسی طرح سے اپنے ساتھ شامل کرلے اور دوسرا نادرا کے کسی connivance یا کسی fake document سے وہ شامل ہو جائے۔ نادرا نے دو campaigns run کیں جو کہ throughout Pakistan تھیں جس میں یہ گزارش کی گئی اور ایک helpline دی گئی کہ سارے لوگ اس پر اپنی family tree verify کریں اور "ب" فارم اور دوسرے جو فارم ہیں، دو campaigns میں ایسے بے شمار cases نکلے اور آپ کو یاد ہو گا کہ National Action Plan-1 بنا تھا اس میں سب سے پہلی campaign چلائی گئی اور اس کے بعد تین سال کے بعد یہ campaign چلائی گئی اور اس ریکارڈ کو صاف کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس میں نادرا کے بارے میں جو سوال ہے کہ ان کے لوگوں کا اس میں connivance ہوتا ہے، نادرا نے کوئی سو سے زیادہ لوگوں کے خلاف criminal cases بنائے ہیں جن کے خلاف FIA کارروائی کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں ملازمت سے نکالا گیا ہے۔ ہم نے سب سے پہلے نادرا کو House in order کیا ہے، سب سے پہلے نادرا میں کوئی شکایت ملی تو کارروائی ہوئی۔ کوئی پاسپورٹ پوری دنیا میں اگر کوئی fake document ہمیں ملتا ہے تو اسی وقت ہم اسے back track کرتے ہیں کہ یہ بنا کیسے ہے۔ اسی لیے جیسا کہ میں نے آپ سے کہا کہ جب پانچ ہزار شکایات ہمیں سعودی عرب سے آئیں اس کے بعد تمام نادرا اور پاسپورٹ کے لوگ جہاں سے یہ گزرے ہیں وہ سارے لوگ اس وقت نوکری میں نہیں ہیں۔

جناب اس کے علاوہ ایک افسوس ناک بات یہ ہے کہ لوگ پیسے لے کر، جان بوجھ کر اور قوانین میں نرمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے aliens کو اپنی family tree میں شامل کرتے ہیں اور ان دو campaigns کے باوجود بھی اور یہ ثابت ہونے کے باوجود بھی کہ وہ aliens ہیں، وہ پاکستانی نہیں ہیں، وہ نہیں شامل ہو سکتے ان خاندانوں نے انہیں protect کیا ہے۔ دیکھیں ابھی میں پھر کہہ دوں کہ یہ جو ریکارڈ ہے اس کا کسی internal politics, سے، کسی فرقے سے، کسی قبیلے سے یا کسی صوبائیت سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ بالاتر ایک ایسا ریکارڈ ہے کہ اگر نادرا کے ریکارڈ پر کوئی سوالیہ نشان ہو تو پاکستان کے پورے data پر question mark آ جائے گا۔ اس کو تو ہم بالکل over and above رکھتے ہیں اور ایک ایک چیز کو بڑی سوچ اور پرکھ کر کرتے ہیں۔ ہم نے اس میں بہت سی IT interventions کی ہیں۔

ابھی سینیٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ لوگوں کو travel کرنا پڑتا ہے، جناب یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ Regional Board meeting ہو اور وہاں کے لوگ موجود نہ ہوں۔ ہمارا کوئی سنٹر across the Pakistan ایسا نہیں ہے جہاں سے live streaming نہ ہوتی ہو، کہ کتنے لوگ آئے ہیں، کتنے لوگوں کو ٹوکن ملا ہے، کتنی دیر ہو رہے ہیں، کتنے کا کام ہوا ہے، کتنوں کا dismiss ہوا ہے، each and every thing, ہمارے پاس اس کا ایک بہترین سسٹم ہے۔ اس لیے میں تو ان سے یہی کہوں گا کہ اگر کوئی شکایت ہے، کوئی individual یا کسی اور کی تو ہم اسے address کرنے کو تیار ہیں۔۔۔آگے جاری۔۔(T-12)

T12-20Oct2026 FAZAL/ED: Waqas 01:20 pm

سینیٹر محمد طلال بدر: (جاری ہے۔۔۔۔) یا کسی اور کی تو ہم اسے address کرنے کو تیار ہیں۔

جناب چیئرمین! عابد شیر علی صاحب نے دو گزارشات کیں۔ ایک تو انہوں نے کہا کہ لوگ آتے ہیں تو پاسپورٹ نہیں بنتے اور دوسری یہ کہ جن کا criminal record ہو، انہیں جانے نہیں دیا جاتا۔ اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ ان کے خلاف کوئی بھی FIR ہو۔ میں اس پر گزارش کروں گا کہ فیس کئی سال بعد بڑھائی ہے اور وہ بھی بہت nominal بڑھی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ کئی دفعہ کہتے ہیں کہ غریب آدمی، جو بندہ travel کرتا ہے، وہ قریب ترین ملک میں کرے لیکن کسی ملک کی ticket ڈیڑھ دو لاکھ روپے سے کم نہیں ہے۔ اگر اس نے ساتھ والے ملک بھی جانا ہو تو یہ فیس اس کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس فیس سے پورا ادارہ چلتا ہے اور اگر ہم internationally اپنے ہمسایہ ممالک سے comparison کر لیں تو آج بھی ہماری fees کم ہیں اور ہماری services بھی بہتر ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات انہوں نے کہی کہ لوگوں کو روکا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ پاکستان سے illegal پاکستانی migrants دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں۔ عابد صاحب کی بات پر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ Gulf ممالک میں، نام لیے بغیر، ہمارے دوست اور برادر ممالک نے شکایت کی ہے۔ یہ محض گلہ شکوہ نہیں بلکہ شکایت ہے کہ اگر کسی ملک میں 14 heinous crimes ہیں تو ان 14 میں سے ہر ایک میں پاکستان No. 1 ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا اور ہم یہ بات بار بار اس لیے نہیں کرتے کہ یہ ہمارے لیے اچھی بات نہیں ہے۔ ہمیں پاکستان سے talent export کرنا ہے۔ ہمارے پاس اتنے نوجوان ہیں جو بہترین صلاحیتوں کے مالک ہیں اور legally بیرونِ ملک جاتے ہیں۔ ہمارے ملک سے ایک کروڑ سے زائد لوگ باہر ہیں، جو ہماری diaspora کا حصہ ہیں اور ہمیں 40 billion dollars بھیجتے ہیں۔ اس طرح کے چند criminals، جو یہاں crime کرکے باہر چلے جاتے ہیں یا وہاں جا کر crime کرتے ہیں، پاکستان کے لیے بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ دوسرا، جو پاکستانی illegal طریقے سے جاتے ہیں، وہ ہمارے ان ایک کروڑ لوگوں اور پاکستان کے 25 کروڑ عوام کے لیے visa حاصل کرنے میں مشکلات پیدا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! الحمدللہ EU Commissioner آئے تھے اور انہوں نے وزیراعظم سے ملاقات کی ہے۔ ان کے EU Commissioner جو immigration سے متعلق ہیں، کے مطابق پہلی دفعہ illegal پاکستانیوں کے بیرونِ ملک جانے میں 64 percent کمی ہوئی ہے۔ اسی طرح criminals کے حوالے سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہم کسی بندے کو صرف اس کی FIR کی بنیاد پر نہیں روکتے۔ جب تک کوئی متعلقہ department، مثلاً پولیس، FIA یا دیگر departments ہمیں تحریری طور پر نہیں بھیجتے کہ اس شخص کو روکا جائے، ہم اسے نہیں روکتے۔ ایک بات میں آپ کو بتاؤں کہ ہم نے اپنی embassies کے لیے جو بھی services حاصل کرنی ہوں، ان کے لیے کسی پر binding نہیں ہے، چاہے visas ہوں یا دوسری services ہوں۔ اس حوالے سے privacy برقرار رکھی جاتی ہے اور ہم نے اس کے لیے بہت strict rules بنائے ہیں۔ ہم نے پورے پاکستان کا ایک record بنایا ہے۔ کسی قسم کا بھی criminal record ہوگا تو وہ ہمارے پاس ہوگا تاکہ ہمارے پاس مکمل معلومات موجود ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ منسٹر طلال چوہدری صاحب۔ سینیٹر مشال اعظم صاحبہ۔

## Point of Public Importance raised by Senator Mashal Azam regarding imposition of Emergency and Governor's Rule in Khyber Pakhtunkhwa

سینیٹر مشال اعظم: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! آج چھ دن بعد ہمیں بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ آج کا دور جمہوریت کے لیے سوگ کا دور ہے، سوگ کا ہفتہ ہے، کیونکہ ساڑھے چار کروڑ عوام کے صوبے کے mandate پر شب خون مارا گیا ہے اور وہاں جمہوریت کا گلا گھونٹ کر Governor Rule اور Emergency لگائی گئی ہے۔ لگائی بھی کیوں گئی ہے؟ صرف ایک عمران خان سے ملاقات کو روکنے کے لیے۔ بیانیہ کیا بنایا گیا؟ دہشت گردی کا۔ ہمارے لیے اس سے بڑی گالی کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ جس صوبے سے میرا تعلق ہے، خیبر پختونخوا جو پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان کے لیے دہشت گردی کی جنگ frontline پر لڑ رہا ہے اور آپ اسی صوبے کے ساڑھے چار کروڑ عوام کا mandate دہشت گردی کا بیانیہ بنا کر چھین لیں۔ المیہ یہ بھی لگتا ہے کہ آپ نے آدھے صوبے میں گورنر راج لگایا اور آدھے صوبے میں Emergency لگائی۔ جن ضلعوں میں معدنیات تھیں، آپ نے وہاں Emergency لگائی اور باقی صوبے میں گورنر راج لگایا۔ اگر آپ نے لگانا تھا تو پورے صوبے میں ہی Emergency لگواتے یا پورے صوبے میں گورنر راج لگواتے۔ آپ کی بدنیتی ہی تھی کہ آپ لوگوں نے آدھے صوبے میں گورنر راج لگایا اور آدھے صوبے میں Emergency لگوائی۔

جناب چیئرمین! دہشت گردی ایک قومی مسئلہ ہے۔ ہم دہشت گردی کی ہر شکل اور ہر روپ میں مذمت کرتے ہیں۔ ہم پاکستان کے ساتھ ہیں۔ قربانیاں بھی ہم دیتے ہیں اور اپنے وفادار ہونے کے ثبوت بھی ہم دیتے ہیں۔ ہم نیشنل ایکشن پلان کے ساتھ ہیں، لیکن ہم کہتے ہیں کہ نیشنل ایکشن پلان پر صوبائی امن جرگہ جس میں تمام صوبائی پارٹیوں نے sign کیے تھے، تمام اسٹیک ہولڈرز نے sign کیے تھے، تمام قبائلی عمائدین نے sign کیے تھے، اس کے مطابق نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کیا جائے۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ہم اپنے لوگوں کے collateral damage کے خلاف نہیں ہیں؟ پچھلے سال خیبر پختونخوا میں 80 Drone Attacks ہوئے۔ یہ ہمارا قصور ہے کہ آپ کا ڈرون دہشت گردوں کی بجائے کسی شادی کے گھر پر گرتا ہے اور پھر وہاں شادی ہونے کی بجائے میتیں اٹھتی ہیں؟ یہ ہمارا قصور ہے کہ آپ کا ڈرون اسکول کے بچوں پر گرتا ہے، پھر ہم اپنے بچوں کی لاشیں اٹھاتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ آئیں، مل بیٹھ کر یہ فیصلے کریں۔ آپ نے جب ایمرجنسی لگائی تو ہمیں یہاں پر بھاشن دیے گئے کہ Article 232 and 234 پر آئین کے مطابق ہم نے اس پر عمل درآمد کیا ہے۔ تو مجھے بتائیں کہ جب ایمرجنسی لگ رہی تھی تو کیا صوبائی اسمبلی نے اس کے لیے کوئی Resolution پاس کی تھی؟ کیا یہ صوبائی اسمبلی کی ڈیمانڈ تھی؟ اگر Joint Session

سے وہ ایمرجنسی لگوائی جارہی تھی تو کیا President of Pakistan نے اس سمری میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ان کی satisfaction ہو چکی ہے؟ کیا اس ایوان میں جو Joint Session بلایا گیا تھا، اس میں ہم سب کو بتایا گیا کہ یہ ایمرجنسی کیوں لگی؟ اگر دہشت گردی کا مسئلہ تھا تو مجھے وفاقی حکومت بتائے کہ پچھلے ایک سال میں، پچھلے چھ مہینوں میں یا پچھلے دو مہینوں میں، جب عمران خان صاحب کے لیے سپریم کورٹ کا Order آیا اور آپ implement نہیں کر رہے تھے اور آپ یہ دہشت گردی کا بیانیہ بنوانا چاہتے تھے، تو آپ نے National Security Committee کی کتنی meetings کروائیں؟ اس ایوان کو کتنی مرتبہ In-house briefing دی گئی؟

ہمیں تو لگتا ہے کہ ریاست کے دو سوتیلے بچے ہیں، ایک خیبر پختونخوا اور دوسرا بلوچستان جبکہ پنجاب ان کا واحد لاڈلا بیٹا ہے۔ یہ چیزیں نہ کریں۔ آپ ملک کو توڑنے کی طرف لے کر جارہے ہیں، خدانخواستہ anarchy کی طرف لے کر جارہے ہیں۔ آپ نے یہاں دہشت گردی کا بیانیہ بنایا تو مجھے بتائیں کہ گورنر راج کو لگے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے، آپ نے counterterrorism کے لیے کیا پالیسیاں بنائی ہیں؟ آپ کے گورنر صاحب، پیپلز پارٹی کے گورنر صاحب، گورنر راج لگنے کے تین دن بعد کہتے ہیں کہ International companies یہاں آئیں اور معدنیات نکالیں۔ اگر دہشت گردی کا مسئلہ تھا تو آپ International people کو کیسے invite کر سکتے ہیں؟ مطلب حالات اتنے ٹھیک تھے، آپ بیانیے بنوا رہے تھے۔

آپ نے یہاں بات کی، کیونکہ جب ہم نے عمران خان صاحب سے ملاقات کی بات کی تو رانا ثناء اللہ صاحب ہمیں کہتے تھے کہ ہم تو ملاقات نہیں کرواتے۔ آئیں اور لوگ لے کر آئیں۔ جب ہم لوگ لے کر آئے تو آپ نے ہمیں کہا کہ unconditionally Long March کو call off کریں۔

جناب چیئرمین! یہاں تین دن پہلے اس ملک کے وزیر داخلہ صاحب، سینیٹر محسن نقوی صاحب نے کچھ باتیں کی ہیں۔ انہوں نے 26 نومبر کی باتیں کی ہیں۔ اس ایوان میں پچھلے ایک سال سے رانا ثناء اللہ صاحب اور طلال چوہدری صاحب یہ بیانیہ بناتے تھے کہ ہم سے تو کوئی بات ہی نہیں ہو رہی۔ شکر ہے، محسن نقوی صاحب نے بتا دیا کہ ہم سے کتنی بات ہو رہی ہے۔ بس صرف عمران خان صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عدالتوں کے ذریعے نکلنا ہے۔ میں نے کوئی ڈیل کر کے نواز شریف صاحب بن کر نہیں نکلنا۔ ٹھیک ہے؟ محسن نقوی صاحب نے باتیں کیں۔ چونکہ انہوں نے آدھا سچ بولا، اس لیے آج میں آپ کو مکمل سچ بولتی ہوں کیونکہ اگر اس side کے گواہ محسن نقوی صاحب تھے تو اس side کی گواہ میں تھی۔

26نومبر کو جو بھی communicationہوئی، جتنی بھی کالیں آئیں۔ جناب چیئرمین! میرے فون پر آئی تھیں۔ اگر محسن نقوی صاحب نے یہ بات بتائی کہ خان صاحب کو video makingکی facility بھی دے دی گئی اور خان صاحب نے انکار کر دیا کہ میں نے جیل کے اندر سے ویڈیو نہیں بنوانی، تو یہ بات نہیں تھی۔ محسن نقوی صاحب کو اگر سچ بولنا ہے اور اس ایوان کے تمام لوگوں کو سچ بتانا ہے، تو شروع یہاں سے کریں کہ جب بیرسٹر سیف صاحب کو پشاور میں ہیلی کاپٹر دیا گیا۔ نہیں جی، مجھے بات کرنے دیں۔ میں دو منٹ میں بات ختم کروں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، Rule 61 یہ کہتا ہے۔ میری گزارش سنیں۔

سینیٹر مشال اعظم: باقی لوگوں نے اس Ruleکے تحت 15, 16 منٹ باتیں کی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ اور بولیں۔

سینیٹر مشال اعظم: بات یہاں سے شروع ہوئی۔ اعون بھائی بھی اپنی بات کا موقع مجھے دے رہے ہیں۔ بات یہاں سے شروع ہوئی کہ جب بیرسٹر سیف صاحب کو ہیلی کاپٹر دیا گیا تاکہ وہ خان صاحب کے پاس جائیں، بات کریں اور ان سے کہیں کہ سنگ جانی پر رکتے ہیں۔ بیرسٹر سیف صاحب اور بیرسٹر گوہر صاحب خان صاحب کے پاس اڈیالہ گئے۔ خان صاحب سے بات ہوئی۔ خان صاحب کو آفر ہوئی کہ ہم آپ کو نتھیا گلی لے کر جاتے ہیں۔ خان صاحب نے offer rejectکی۔ خان صاحب نے کہا کہ میں نے عدالتوں کے ذریعے باہر نکلنا ہے۔ ہمیں کہا گیا کہ عدالتوں کے ذریعے آپ کے casesلگنے اور میرٹ پر فیصلہ ہونے میں وقت لگ سکتا ہے۔۔۔(جاری ہے۔۔۔۔۔T13)

T13-20 Oct2026 Taj/Ed. Mubashir 01:30 p.m.

سینیٹر مشال اعظم: (جاری) خان صاحب نےoffer rejectکی، خان صاحب نے کہا کہ میں نے عدالتوں کے ذریعے باہر نکلنا ہے۔ ہمیں کہا گیا کہ عدالتوں کے ذریعے آپ کےcases لگنے ہیں اور میرٹ پر فیصلہ ہونے میں وقت لگ سکتا ہے۔ تو خان صاحب نے کہا ٹھیک ہے، اتنے میں سنگجانی میں لوگ رک جائیں گے لیکن آپ بتائیں کہ کتنا وقت لگے گا۔ جتنا وقت لگے گا، اتنی دیر لوگ رکیں گے اور اس کے بعد لوگ میرے لائحہ عمل پر آگے آئیں گے۔ پھر ان کو ہیلی کاپٹر دیا گیا کہ آپ جا کر بی بی صاحبہ اور علی امین گنڈاپور صاحب کوconvey کریں کہ خان صاحب سنگجانی پر راضی ہو گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر دیا گیا اور ہیلی کاپٹر آیا بھی لیکن اتنی عوام تھی کہ وہ لوگ ہم تک پہنچ نہیں سکے۔ Signals بھی بند تھے، مجھ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ جب ہم اسلام آباد انٹر چینج تک پہنچے تو signalsیکدم کھل گئے۔ رات کے ساڑھے دس، گیارہ بجے تھے۔ ہمیں

convey کیا گیا کہ ابھی دوبارہ گوہر صاحب گئے ہیں اور خان صاحب سے بات ہو رہی ہے اور خان صاحب کی علی امین صاحب سے بات ہو جاتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن چیئرمین صاحب! اندازہ لگائیں کہ ایک طرف سے خان صاحب کی علی امین صاحب سے بات کروائی جاتی ہے اور دوسری طرف سے سید محسن نقوی صاحب کے کچھ لوگ ہماری پارٹی کے دوسرے قائدین سے رابطہ کرتے ہیں کہ خان صاحب سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ علی امین صاحب غلط بیانی کر رہے ہیں۔ میں کنٹینر میں کھڑی تھی، مجھ سے رابطہ ہوتا ہے کہ آپ بی بی صاحبہ سے بات کریں کہ خان صاحب کی بات ہو چکی ہے، آپ سنگجانی پر رکیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے بی بی صاحبہ کو بات convey کرنے کے لیے ہیلی کاپٹر دیا تھا تو آپ مہربانی کریں کہ PTCL phone پر بات کرائیں، ہم یہاں پر رکتے ہیں لیکن بات نہیں کروائی گئی۔ بدنیتی تھی یا کوئی تیسرا فریق involve تھا، ہمیں نہیں پتا۔

مذاکرات ہوئے، مذاکراتی ٹیبل بیٹھی، رانا ثناء اللہ صاحب ان مذاکرات میں بیٹھے تھے۔ جب ہم نے کہا، بات چیت ہوئی، آپ نے ہمیں کہا کہ ہم پانچ ضلعوں میں 72 hours میں ملٹری آپریشن کرنا چاہتے ہیں، آپ sign کریں۔ ہم کیسے sign کر سکتے ہیں؟ آج گورنر راج کو لگے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے، آپ مجھے بتائیں کہ کتنے ضلعوں میں ملٹری آپریشن شروع ہو چکا ہے؟ لیکن یہ آپ کی بدنیتی تھی۔ آپ چاہتے ہی نہیں تھے کہ مذاکرات ہوں۔ 26 کو بھی آپ کی بدنیتی تھی، آپ کے لوگ چاہتے تھے کہ ہم آگے آئیں اور گولیاں کھائیں۔ آج بھی آپ کی بدنیتی تھی کہ آپ نے 72 hours کی شرط رکھی۔ ہم آپ سے کہتے ہیں کہ چاہے PML (N) ہو، چاہے پیپلز پارٹی ہو، چاہے جو بھی پارٹی ہو، صوبائی حکومت میں، خیبر پختونخوا میں، ہم اس کو onboard کر کے فیصلے کرتے ہیں۔ ہم عوام کو onboard کر کے فیصلے کرتے ہیں اور اسی سے ہم دہشت گردی کا مسئلہ نمٹا سکتے ہیں۔ 72 hours میں نہ کچھ ہوا، نہ ملٹری آپریشن لیکن آپ کی بدنیتی تھی کیونکہ آپ کو پتا تھا کہ ہم اپنے عوام کو onboard کیے بغیر کوئی بھی فیصلہ نہیں کریں گے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر مشال اعظم: چیئرمین صاحب! میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں کہ دیکھیں اگر آپ نے ملک کو آگے لے کر جانا ہے، آپ نے گورنر راج کا adventure بھی کر لیا ہے، آپ نے ایمرجنسی کا بھی adventure کر لیا ہے۔ جو آپ نے کونسل بنایا ہے، اس کونسل میں آپ ہی کے چھ لوگوں نے اس سے معذرت کر لی ہے کہ ہم پختون لوگ ہیں، پختون علاقے کی روایات اور سیاست کو سمجھتے ہیں۔ اور اس میں تو دو

لوگ وہ ہیں جو دو سال پہلے فوت ہوئے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دو سال پہلے آپ کا ایمرجنسی لگانے کا ارادہ تھا۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے adventure کیا۔ آپ کے اس adventure کے drastic consequences آئیں گے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر مشال اعظم: جو خیبر پختونخوا کے عمائدین ہیں، وہ چاہیے اس طرف کے ہیں یا اُس طرف کے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ failed adventure ہوگا۔ عمران خان تھا، عمران خان ہے اور عمران خان رہے گا۔ عمران خان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر مولانا عبدالواسع صاحب۔ پانچ منٹ سے زیادہ کوئی دوست نہ لیں تو تقریباً سب دوستوں کو موقع ملے گا۔ عون عباس صاحب نے کہا کہ میرا وقت میڈم کو دے دیں۔ جی۔

## Point of public importance raised by Senator Molana Abdul Wasay regarding the deteriorating law and order situation in Balochistan

سینیٹر مولانا عبدالواسع: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ پھر بھی سینیٹروں کا کچھ خیال رکھتے ہیں۔ میں کافی دنوں سے اس ایوان میں بیٹھا ہوں، جب سے ایمرجنسی لگی ہے اور یہ جب یہ ایمرجنسی منظور ہو رہی تھی تو ہم وقت مانگ رہے تھے، ابھی ہمارا سینیٹ اور ہمارے لوگ، پتا نہیں کہ کس وجہ سے ہمیں وقت نہیں دیا کرتے تھے۔ میں بلوچستان کے حالات کے حوالے سے بات کروں گا۔ اگر ہم سینیٹ اور قومی اسمبلی میں بلوچستان کے حالات پر بات نہ کریں، اگر ہم حکومت کے نوٹس میں یہ لائیں تو پھر ہم کدھر جائیں۔ سڑکوں پر یا جلسوں میں جب ہم جاتے ہیں تو ہم بات کرتے ہیں تو پھر ہمارے بارے میں دہشت گردی اور اس کے الزامات وغیرہ، یہ بھی لگا دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے حالات اس طرح ہیں کہ وہاں پر عام لوگ، سب سے زیادہ جو مظلوم لوگ ہیں، وہ بلوچستان کے عوام ہیں۔ وہاں پر کئی قسم کے لوگ موجود ہیں، کالعدم تنظیمیں، مختلف ناموں سے وہاں پر لوگ موجود ہیں اور وہاں پر کالعدم تنظیمیں تین چار مختلف ناموں سے، مختلف شکلوں میں موجود ہیں۔ ہماری حکومت نے، ہمارے حکمرانوں نے ایک پرائیویٹ ملیشیا باہر ملک سے لایا ہے، وہاں ہماری سیکورٹی کے حساس معاملات ان کے حوالے کر دیا ہے۔ تو اب لوگ سب سے زیادہ ان ہی سے پریشان ہیں اور ان ہی سے وہ تکلیف میں ہیں کہ یہ لوگ کیسے ہمارے محافظ بن جائیں؟ ہماری محافظ تو ہماری پاک فوج تھی، ہماری محافظ تو ہماری ایف سی تھی، ہماری محافظ تو ہماری پولیس تھی۔ لہٰذا، اس

حوالے سے لوگ اتنی پریشان ہیں کہ ان دونوں طبقوں کے درمیان وہاں کے جو دہشت گرد ہیں، وہ بھی اور وہاں کی جو حکومت ہے، وہ بھی۔ اگر وہاں پر لوگ اپنے علاقے میں ہیں، کوئی دہشت گردان کے پاس آ جاتے ہیں تو پھر اگر وہ ان کے گھر پر آ جاتے ہیں تو بھی ایک اور سہولت کار کے حوالے سے ان کو ہٹایا جاتا ہے، ان کو مارتا ہے اور ان کو لاپتہ کرتا ہے۔ اگر دہشت گرد وہاں حکومت کی اطاعت اور آپ حکومت کی رٹ کو بحال کرنے کے لیے ان کا ساتھ دیتے ہیں تو پھر دہشت گرد آپ کو اٹھاتے ہیں، آپ کو مارتے ہیں، آپ کی لاش پھینکتے ہیں۔ اب ان حالات میں دہشت گرد کا تو سمجھ میں آ جاتی ہے کیونکہ وہ تو یہی کام کرنا چاہ رہے ہیں، لیکن اب حکومت جو ہمیں تکلیف دیتی ہے، نہ ہماری حفاظت کرتے ہیں، نہ ہمیں محفوظ رکھتے ہیں تو جناب چیئرمین! آپ نے وقت کم دے دیا، اگر مجھے زیادہ وقت دیا جائے تو میں ذرا تفصیل آپ کو بتاؤں گا۔ اب ہمارے ہاں ایک کمشنر، ایک بڑے ڈویژن کا کمشنر ہو، اسسٹنٹ کمشنر ہو، ڈی سی کے سطح کے لوگ ہوں، انتظامیہ اور وہاں پر تحفظ دینے والے ادارے خود محفوظ نہیں ہیں۔ وہ اغوا ہوتے ہیں، وہاں پر رخشان ڈویژن کا کمشنر، اسد کاکڑ، بہت اچھا افسر تھا، ان کا دفتر بھی کوئٹہ میں تھا یعنی رخشان ڈویژن میں، چاغی وغیرہ میں نہیں تھا، وہ ایک دن کام کے لیے نکلے، علاقے میں کوئی کام ہوگا، تو وہاں جا کر ان کو آسانی سے دہشت گردوں نے اٹھالیا، سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ان کو اطلاع کس طرح پہنچ گئی، ان کو معلومات کس طرح سے ہوئیں اور پھر اس طرح اتنی آسانی سے ایک کمشنر، پورے ڈویژن کا کمشنر، وہ زندہ کس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ تو اسی طرح ہمارے ایک اسسٹنٹ کمشنر، منیر سومرو، اسی علاقے میں اسے اغوا کر کے پھر لوگوں نے اپنی مدد آپ پیسے اکٹھا کر کے، ان کو تاوان ادا کر کے رہا کروا دیا۔ حکومت اس کے لیے تعاون بھی نہیں کرتی کیونکہ جب افسر اغوا ہو جاتے ہیں تو نہ وہ recover کرا سکتے ہیں اور نہ ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ پھر بھی اپنے لوگ کروڑوں روپے جمع کر کے اپنے لوگوں کو، اپنے پیاروں کو وہاں سے رہا کروا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! میرا مقصد یہ ہے کہ دہشت گردی کے حوالے سے ہماری حکومت آج کل بہت زیادہ فکر مند ہے، اتنی فکر مند ہیں کہ انہوں نے اس حوالے سے خیبر پختونخوا میں دو تہائی یعنی ایک پوری اور منتخب حکومت کو ختم کر کے اس بنیاد پر کہ ہم دہشت گردی کے حوالے سے بہت زیادہ پریشان ہیں جبکہ بلوچستان کے حالات خیبر پختونخوا سے کئی گنا زیادہ خراب ہیں اور اتنے خراب ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر ان حالات کا آپ کو پتا چلے تو آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ وہ لوگ وہاں پر گزارہ کس طرح کرتے ہیں کیونکہ لوگوں کو بے گھر کیا جا رہا ہے، لوگوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔ ان کو باغات کاٹنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ان کو نوٹس دیا جا رہا ہے کہ باغات کو کاٹ دیں کیونکہ وہاں سے ہم پر حملے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ، سینیٹر مولانا عبدالواسع صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالواسع: یہ سارا ہماری حکومت اور ریاست کی وجہ سے ہے تو میں ریاست اور رانا ثناء اللہ صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں کہ ان معاملات کے حوالے سے بلوچستان میں روزگار اور زندگی کے سارے معاملات تو مفلوج ہو گئے جبکہ آپ لوگ اپنی روزگار اور زندگی کرتے ہیں۔ بارڈرز بند ہیں، وہاں پر زراعت کا تو کچھ پرسان حال نہیں ہے۔ وہاں پر mines کا جو معاملہ چل رہا تھا، وہاں پر mines میں جو بارود استعمال ہوتا ہے، اس پر بھی حکومت نے بالکل پورے بلوچستان میں پابندی لگا دی۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بھائی یہ لوگ روزگار نہیں کر سکتے تو کہتے ہیں کہ یہ دہشت گردی میں استعمال ہوتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ، سینیٹر مولانا عبدالواسع صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالواسع: آپ ذرا میری عرض سن لیں، یہ ضروری مسئلہ ہے۔ میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن عوام کا مسئلہ ہے، یہ ذرا سوچیں۔ بلوچستان میں تو بیس پچیس سال سے یہ دہشت گردی ہے۔ (جاری۔۔۔T14)

T14-20Oct2026 Rafaqat Waheed/Ed: Waqas 1:40 pm

سینیٹر عبدالواسع: (جاری) کہتے ہیں کہ یہ دہشت گردی میں استعمال ہوتا ہے۔ میری عرض ذرا سن لیں، یہ ایک ضروری مسئلہ ہے۔ میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ عوام کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان میں بیس پچیس سال سے یہ دہشت گردی ہے۔ اب یہ ضرورت کیوں پڑ گئی کہ آپ نے بارود پر پابندی لگا دی۔ وہ بارود تو ہم غیر قانونی راستے سے نہیں لاتے۔ یہ ان کے اپنے طریقے سے ہوتا ہے اور لائسنس کے مطابق ہوتا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب سے میری ایک گزارش ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کی کان کنی کے مقاصد کے لیے جو قانونی طریقہ پہلے سے یعنی سالہا سال سے موجود ہے، اجازت دی جائے تاکہ لوگ اپنا روزگار جاری رکھیں کیونکہ وہاں border بھی بند ہے۔ سارے borders بند ہو چکے ہیں۔ اگر border کھول دیا جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ روزگار کے دوسرے مواقع تو ہیں نہیں۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اپنے ان حالات پر جب ہم ادھر سینیٹ میں یا پارلیمنٹ میں بحث کرتے ہیں تو ہمارا یہی مقصد ہوتا ہے کہ بحث کے ذریعے ایک دوسرے کو بات سمجھائیں اور حالات بتائیں۔ ایک تو آپ ہمیں نہیں چھوڑتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ ہمیں بات پوری کرنے دیتے ہیں تو اس کے بعد جب اس طرح کی کوئی بات لائی جائے کہ اس میں حکومت کی کمی کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو پھر وہاں سے،

یعنی حکومت کی طرف سے الزامات لگتے ہیں کہ یہ دہشت گردوں کے سہولت کار ہیں اور دہشت گردی کی مذمت نہیں کرتے۔ میں آج ثناءاللہ صاحب کا مشکور بھی ہوں کہ پوری حکومتی ٹیم نے جب مولانا صاحب پر حملے شروع کر دیے کہ مولانا یہ کرتے ہیں، وہ کرتے ہیں، دہشت گردوں کے سہولت کار ہیں وغیرہ وغیرہ، مختلف الزامات لگائے گئے اور ان کی کردار کشی کی گئی، واحد ایک ممبر تھے جس نے حقائق پر مبنی اور کردار کشی کے حوالے صاف بیان دے دیا لیکن پھر بھی ایک پارٹی کے ذمہ دار ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں تمام سیاستدانوں کا احترام کرتا ہوں۔ میں تمام جماعتوں کا احترام کرتا ہوں لیکن ہم تمام جماعتوں سے دست بستہ گزارش کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کی کردار کشی کے حوالے سے کسی دوسری قوت کے لیے ہم اس قدر استعمال نہ ہو جائیں کہ کل ایک دوسرے کا سامنا نہ کر سکیں۔ ہم کل بھی ساتھ تھے اور آئندہ بھی شاید ہم ایک ساتھ ہو جائیں گے۔ میری اپنے PTI کے دوستوں سے گزارش ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ مولانا صاحب۔ باقی دوست بھی بیٹھے ہیں، آپ نے بہت ٹائم لیا ہے۔

سینیٹر عبدالواسع: ہمیں PTI کے دوستوں سے یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ PTI کے دوستوں نے اپنے کنٹینر پر کھڑے ہو کر ڈیزل ڈیزل کہا جبکہ اب اسی مولانا کے پاؤں میں بیٹھے ہیں اور آج حالات اس نہج پر آ گئے ہیں۔ لہٰذا، بات یہ ہے کہ اس وقت وہ کیوں ایسی باتیں کرتے تھے۔ آج ہمیں ایک دوسرے سے شرم کیوں نہیں آتی۔ اسی مسلم لیگ کے لوگ جو کہ پہلے بھی ہمارے دوست رہے، ہم ان کی عزت کرتے تھے، ان کے قائدین کی عزت کرتے تھے، اس کے ساتھ ہم پیپلز پارٹی کے قائدین کی عزت کرتے تھے تو ہم نے ان کے لیے کتنی قربانیاں دیں، ان کی جمہوریت کی بحالی کے لیے ہم نے کتنی قربانیاں دیں اور جدوجہد کی۔ آج وہ اپنے لوگوں کو سنبھالیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ مولانا عبدالواسع صاحب۔

سینیٹر عبدالواسع: اگر وہ اپنے لوگوں کو نہیں سنبھال سکتے تو جمعیت علماء اسلام بے شک شریف ہے، مہذب لوگ ہیں، ہم کسی کو گالی نہیں دینا چاہتے لیکن پھر ہماری بھی ایک حد ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ آئندہ بھی بات کیجیے گا۔ رانا ثناءاللہ صاحب۔

**Senator Rana Sanaullah Khan**

رانا ثناءاللہ خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جن معزز سینٹرز نے گفتگو کی ہے، میں نے ان کی بات بڑے غور سے سنی ہے اور میں کوئی جواب دعویٰ داخل کرنے نہیں جارہا۔ انہوں نے جو بات کی ہے، اس میں انہوں نے اپنا موقف پیش کیا ہے، اس کے متعلق میں عرض کروں گا۔

مولانا صاحب نے جو بات کی ہے دہشتگردی کے حوالے سے، انہوں نے بلوچستان کا اور خیبر پختونخوا کا آپس میں موازنہ کرنے کی بات کی ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خیبر پختونخوا میں دہشتگردی کی جو صورتحال تھی، اس صورتحال سے نپٹنے کے لیے اور اس کے مکمل خاتمے کے لیے صوبائی حکومت کی طرف سے جو تعاون درکار تھا، وہ نہیں مل رہا تھا۔ صوبائی حکومت بجائے اس کے کہ دہشتگردی کے خلاف ہونے والے آپریشن میں تعاون کرے، وہ الٹا مخالفت کر رہے تھے۔ چیف منسٹر صاحب نے متعدد مواقع پر یہ کہا کہ میں اس آپریشن کے خلاف ہوں اور میں اس آپریشن کو نہیں ہونے دوں گا جبکہ بلوچستان میں صورتحال بالکل مختلف ہے۔

بلوچستان میں جو صوبائی حکومت ہے، وہ مکمل طور پر وفاق کے ساتھ اور law enforcing agencies کے ساتھ، افواج پاکستان کے ساتھ تعاون کر رہی ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دہشتگردی کے معاملے میں پوری قوم کو یکجا ہونا چاہیے تو اس کے لیے ایک ہی عمل ہے کہ تمام political parties ایک پلیٹ فارم کے اوپر، جس طرح سے APS کے واقعے کے بعد میاں نواز شریف صاحب نے تمام parties کو دعوت دی، ان لوگوں کو بھی دعوت دی جو 126 دن سے پرائم منسٹر ہاؤس کے باہر دھرنا دیے بیٹھے تھے اور ہر وقت یہ کہہ رہے تھے کہ جی ہم پرائم منسٹر کو گھسیٹ کر پرائم منسٹر ہاؤس سے نکالیں گے، انہوں نے ان کو بھی فون کیا کہ آئیں، یہ ایک قومی مسئلہ ہے، اس کے اوپر ہم بیٹھ کر کوئی پالیسی مرتب کریں۔ اس کے بعد جب سب سر جوڑ کے بیٹھے تو پھر ضربِ عضب کا آغاز ہوا اور اس سے ملک میں دہشت گردی کا ایک دفعہ خاتمہ ہو گیا۔ اب بھی اگر تمام پارٹیز، مولانا واسع صاحب مولانا فضل الرحمان صاحب سے بات کرلیں، باقی جو دوست ہیں، مشال یوسف زئی صاحبہ نے بھی بات کی ہے، یہ بھی اپنی جماعت سے بات کرلیں۔ میں آج ان کو یہ offer کرتا ہوں کہ اگر تمام پارٹیز اس معاملے میں سر جوڑ کے بیٹھنے پر اتفاق کریں تو پرائم منسٹر میاں شہباز شریف صاحب، سب کو اس مسئلے پر دعوت دینے کے لیے، ان کے ساتھ بیٹھ کر اس کا حل نکالنے کے لیے یا ان operations کو کس طرح سے پوری قوم نے اپنی support دے کے آگے بڑھانا ہے، اس کے لیے وہ تیار ہیں۔ اگر آپ باقی مطالبات کو، باقی چیزوں کو ایک side پر رکھیں اور دہشت گردی کا معاملہ جو اس وقت پوری قوم کو درپیش ہے، اس کے لیے پوری قوم کو یکجا ہونا چاہیے۔

اب معاملہ یہ ہے کہ ایک طرف جس کے signature سے آپ لیڈر آف دی اپوزیشن بنے، اب قومی اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے اسپیکر کے signatures سے اس عہدے کو سنبھالا ہے لیکن وہ اسپیکر کے چیمبر میں جانا گوارا نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جی وہاں پر میں نہیں جاؤں گا۔ میں ان کو تسلیم نہیں کرتا۔ بھئی! یا تو پھر آپ کہتے کہ جی میں تو آپ کو اسپیکر تسلیم ہی نہیں کرتا، میں آپ کے کیے ہوئے آرڈرز کے اوپر لیڈر آف دی اپوزیشن کا عہدہ کیوں سنبھالوں۔ عہدہ آپ نے سنبھال لیا ہے، مراعات آپ لے رہے ہیں لیکن اسپیکر کے چیمبر میں جاکے آپ وزیر اعظم سے ملاقات کرنے کو تیار نہیں ہیں یا treasury benches سے وہاں پر جاکے آپ ملنے کو تیار نہیں ہیں۔

یہ جو صورت حال ہے، اس قسم کی جو ضد ہے، راجہ ناصر صاحب آج یہاں پر موجود نہیں ہیں، جس دن مشترکہ اجلاس تھا، joint sitting تھی، اس دن میں خود ان کی سیٹ پر گیا اور میں نے ان کو کہا کہ محترم! آپ اس ضد کو چھوڑیں اور آپ فرمائیں، کل ہی کوئی ٹائم مقرر کرتے ہیں اور آپ وزیر اعظم صاحب سے ملیں۔ نہیں جی، میں تو وہاں نہیں جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ چلیں اسپیکر چیمبر ایک common place ہے، یہاں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں نہیں، میں تو اس کو تسلیم ہی نہیں کرتا، میں وہاں پر نہیں جاؤں گا۔ معاملہ یہ ہے کہ apex committees صوبائی level پر موجود ہیں۔ وہاں پر جو متعلقہ کور کمانڈر صاحب ہوتے ہیں، وہ وزیر اعلیٰ کی subordination میں اس میٹنگ میں شرکت کرتے ہیں۔ بلوچستان میں جو میٹنگز ہوئی ہیں، ان میں میں بھی وزیر اعظم کے ساتھ شریک رہا ہوں۔ وہاں پر یہ دوست نہیں آتے۔ وہاں پر بڑی کھلی بات ہوتی ہے، ہر چیز discuss ہوتی ہے، وہاں پر یہ دوست تشریف نہیں لاتے۔ اسی طرح خیبر پختونخوا میں گیارہ ماہ میں ایک میٹنگ ہوئی اور اس میٹنگ میں خیبر پختونخوا کے چیف منسٹر صاحب کو جس طرح سے لے جایا گیا، اس دن وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب نے وہ ساری صورت حال بتائی تھی۔ تو جب یہ رویہ ہو تو اس کے بعد پھر اگر آپ صرف ایک نیوز create کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ (T15 پر جاری ہے)

T15-19Oct2026 Ali/Ed: Waqas 01:50 pm

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: (جاری ہے۔۔۔۔) تو اس کے بعد پھر اگر آپ صرف ایک news create کرنے کے لیے یہ بات کرتے رہیں کہ دہشت گردی کا معاملہ اس طرح سے ہے، تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی قومی خدمت نہیں ہے اور نہ ہی اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کوئی صحیح approach ہے۔ مشال یوسف زئی صاحبہ نے مختلف باتیں کی ہیں، ایک انہوں نے کسی helicopter کی بات کی ہے کہ وہ کس

طرح سے آیا اور کس طرح سے وہاں سے message آیا، انہوں نے کہا کہ مذاکرات میں ہمیں بتایا گیا کہ آپ sign کریں کہ 72 گھنٹوں میں emergency کا نفاذ ہوگا اور ساتھ یہ کہا کہ آپ unconditional طور پر اس long march کو call off کریں۔ معاملہ یہ ہے کہ اگر آپ کی تیاری یہی تھی جو سامنے آئی ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوسرا موقع ہے۔

جناب! ایک موقع وہ تھا کہ جب PTI نے اسمبلیاں توڑ دیں اور اس کے بعد مطالبہ کیا کہ فوری طور پر election کروائے جائیں، معاملہ Supreme Court تک بھی گیا۔ اس وقت ہم ان کے ساتھ بیٹھے، اسی building میں ان کے ساتھ مذاکرات ہوئے اور September کا پہلا ہفتہ fix ہو گیا کہ ملک میں general election ہوگا۔ دونوں Committees کے ممبران نے اتفاق کیا اور اس کے بعد شاہ محمود قریشی صاحب نے کہا کہ مجھے صرف اتنا وقت دیں کہ میں خان صاحب کو ایک مرتبہ بتادوں، کیونکہ ہمارے درمیان بات طے ہو گئی ہے، تو آپ مجھے صرف اتنا وقت دے دیں۔ اس کے بعد وہ گئے اور بعد میں انکار ہو گیا کہ ہمیں یہ بات accept نہیں ہے۔

یہ مذاکرات جو ہوئے ہیں، اس میں باقاعدہ وہ draft media پر موجود ہے اور اکثر جگہوں پر سہیل آفریدی صاحب نے اسے whatsapp کیا اور Committee کے دوسرے members نے بھی whatsapp کیا۔ اس میں ان کے ساتھ بیٹھ کر تمام چیزیں طے ہوئیں اور ان کی ملاقاتوں سے متعلق معاملہ طے پا گیا۔ یہ ملک دہشت گردی کو face کر رہا ہے، آپ روزانہ سنتے ہیں، یہ کل کی ہی بات ہے کہ ایک Major *Sahib* کی شہادت ہوئی ہے۔ ان کی جو تصویر media پر آئی ہے، اسے دیکھیں کہ وہ کتنا خوبصورت جوان تھا، وہ ماں باپ جنہوں نے اسے پالا پوسا اور جوان کیا، فوج میں بھیجا اور وہ اس وقت اپنی ذمہ داری ادا کر رہا تھا۔ روز کے یہ واقعات ہیں، کڑیل جوان، جنہیں دیکھ کر آدمی کے دل میں رشک آتا ہے کہ یار! کتنا خوبصورت جوان ہے۔ کسی کی دو ماہ بعد شادی ہونے والی ہے، کسی کے دو دو سال یا دو دو ماہ کے بچے ہیں اور وہ لوگ مسلسل قربانیاں دے رہے ہیں؛ ایک discipline کے تحت، ملک، قوم اور وطن کی خاطر قربانیاں دے رہے ہیں۔ آپ ملاقاتوں میں ایک پورے ادارے کے خلاف بیانیہ بنائیں اور ادارے کے سربراہ کے خلاف اس قسم کی below the belt گفتگو کریں۔ یہ جو آپ کا گالی گلوچ brigade ہے، وہ کہتے ہیں ناں کہ آگ لگ گئی گھر کو گھر کے چراغ سے، تو اب ان کا اپنا social media بھی انہی کو لے بیٹھا ہے۔ تو جیل میں بیٹھ کر آپ اس قسم کا بیانیہ بنائیں، ان چیزوں کو ہوا دیں، تو قانون اور rules کے تحت ملاقاتوں پر قدغن اور پابندی لگ سکتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ رانا ثناء اللہ صاحب۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اس draft کو آپ دیکھ لیں۔ ان کی ملاقاتوں، باقی معاملات اور علاج سے متعلق تمام امور کو resolve کیا گیا۔ پھر ایک political committee کو بھی بیچ میں رکھا گیا، جو دونوں اطراف کے لوگوں پر مشتمل ہو گی اور اس قسم کے issues کو طے کرے گی۔ لیکن اس کے باوجود، انہوں نے اس بات پر انکار کیا کہ آپ دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ اور operation میں پوری طرح اپنی ذمہ داری نبھائیں گے اور اس operation کو support کریں گے۔ تمام باتوں پر اتفاق تھا، لیکن اسی ایک point پر انہوں نے انکار کیا اور sign کیے بغیر چلے گئے۔ باقی ٹھیک ہے، یہ آپ کا اپنا بیانیہ ہے کہ خان صاحب نے کہا ہے کہ میں عدالتوں کے ذریعے باہر آؤں گا، ایک طرف آپ عدالتوں کے متعلق جو گفتگو کرتے ہیں، وہ سب سنتے ہیں، دوسری طرف کبھی کہتے ہیں کہ آپ عدالتوں کے ذریعے باہر آئیں گے، کبھی آپ Trump کے ذریعے بھی باہر آنا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ بھی آپ نے پوری امیدیں وابستہ کی ہوئی تھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ رانا ثناء اللہ صاحب۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: معاملہ یہ ہے کہ ان کو اپنے ان معاملات پر اور اپنی ان حرکتوں پر خود غور کرنا چاہیے۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہ جو long march تھا، یہ تیسرا تھا۔ اس سے پہلے دو مرتبہ یہ وفاقی حکومت یا Capital پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا ثناء اللہ صاحب، میری گزارش ہے، باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے، اس کے بعد مزید کچھ کہنا ہو تو آپ کو موقع دیں گے۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: میں ان دونوں صاحبان سے متعلق یہ عرض کر دوں کہ جو یہ long march کرنا چاہتے تھے، یہ بیس لاکھ بندوں کو لا کر حملہ آور ہونے کی بات ہم نے نہیں کی تھی، بلکہ انہوں نے کی تھی۔ پھر چند دن بعد چالیس لاکھ کی بات بھی ہم نے نہیں کہی تھی، انہوں نے کہی تھی اور اس کے بعد اب جو صورتحال ہے، اس سے بہتر تھا کہ یہ مذاکرات کے ذریعے اپنے معاملات کو resolve کرتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

## Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Talha Mahmood regarding the demand for accountability over accidents and lighting failures in the Lowari Tunnel

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب، میری ذرا عرض سن لیں، میں آدھے گھنٹے سے۔۔ایک منٹ، میرے بعد آپ بات کر لیجیے گا، مجھے بھی ایک منٹ دے دیں، میں اتنی دیر سے بیٹھا ہوں، مجھے آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے اور اب یہ ساری political باتیں چھوڑ کر عوام کی بھی بات کر لیتے ہیں، آپ کو یہ میں تصویر دکھا رہا ہوں۔ یہ تصویر دیکھ لیں، فلک ناز صاحبہ! آپ بھی یہ تصویر دیکھ لیں، دو منٹ کے لیے بیٹھ جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ محمود صاحب، Chair کو address کریں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں چترال کے حوالے سے بات کر رہا ہوں، یہ تصویر آپ کو دکھا رہا ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں رات چترال سے آیا ہوں، میں چترال میں تھا، 17 اکتوبر کو وہاں tunnel کے اندر ایک accident ہوا، اس کی background تھوڑی سی بتانا چاہتا ہوں۔ یہ ساڑھے آٹھ کلومیٹر لمبی tunnel ہے اور اس میں اندھیرا کر دیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں Communication Committee کے اندر۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: tunnel کا نام بھی لے لیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: Lowari tunnel. Lowari tunnel کے اندر یہ لوگ light بند کر دیتے ہیں، ساڑھے آٹھ کلومیٹر لمبی tunnel ہے، پچھلے دنوں Communication Committee کے اندر جب meeting ہوئی، تو میں نے یہ بات raise کی کہ وہاں پر۔۔ فلک ناز صاحبہ! بات تو کرنے دیں نا مجھے، بات تو کرنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فلک ناز صاحبہ interrupt نہ کریں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: مجھے بات کرنے دیں، آپ مجھے کیوں روکتی ہیں؟ مجھے بات کرنے دیں ناں۔ میری بات سن لیجیے، میں نے Communication Committee کے اندر یہ بات کی کہ پچھلے دنوں DC Lower Chitral کا accident ہوا، وہاں پر اندھیرا تھا اور اس کا accident ہوا اور وہ hospitalized ہوا۔

اس کے بعد مجھے جب پتا چلا، میں نے Communication Committee میں اس بات کو raise کیا، وہاں متعلقہ افسران بیٹھے تھے، انہوں نے اس حوالے سے بات کی اور کہا کہ وہاں lights واقعی بند ہوتی ہیں اور ہم اسے ٹھیک کریں گے۔ 17 اکتوبر کو پھر accident ہوا ہے، ایک death ہو گئی ہے اور چار زخمی ہیں، تصویر میں نے آپ کو ابھی کو دکھائی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ ساڑھے آٹھ کلومیٹر لمبی tunnel ہے، جب آپ اندر داخل ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی اندھیری غار کے اندر آ گئے ہوں، تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں tunnels ہیں، ہزارہ موٹروے پر بھی tunnels ہیں، ہماری اور مختلف جگہوں پر پاکستان میں tunnels ہیں، لیکن کہیں پر lights بند نہیں کی جاتیں، صرف یہاں پر بند کی جاتی ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس واقعے پر میری آپ سے گزارش یہ ہو گی کہ جو وہاں کے local لوگ ہیں، جنہوں نے Communication Committee کے اندر ایک طریقے سے میری بے عزتی بھی کی، آپ یہ case Privilege Committee میں بھی بھیجیں اور دوسرا ان کے خلاف FIA میں murder کا case درج کروائیں کہ جس طریقے سے یہ accident ہوا ہے اور رات میں جب میں آ رہا تھا، تو وہاں lights نہیں تھیں اور میں جس وقت چترال جا رہا تھا، اس وقت بھی lights نہیں تھیں (جاری ہے۔۔۔۔T16)

T16–20Oct2026 Imran/ED: Neelum 01:56 pm

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: (جاری۔۔۔۔) دوسرا آپ ان کے خلاف FIA میں murder کا case کروائیں کہ جس طریقے سے یہ accident ہوا ہے۔ رات میں جب آ رہا تھا تو وہاں پر lights نہیں تھیں اور میں جس وقت چترال جا رہا تھا تو اُس وقت بھی وہاں lights نہیں تھیں۔ سامنے سے ایک Mazda truck آ رہا تھا جس کی ایک headlight جل رہی تھی۔ دور سے ایسے لگتا تھا کہ جیسے موٹر سائیکل آ رہی ہے۔ وہ تو شکر کریں کہ اُس کی right side کی light جل رہی تھی اور left side کی light نہیں جل رہی تھی۔ وہ جب قریب پہنچے تو پتا چلا کہ وہ Mazda truck ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! آپ چاہتے کیا ہیں۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: آپ مجھے بات کرنے دیں گے؟ جناب! مجھے بات کرنے دیں گے؟ میرے دو issues ہیں۔ ایک میں نے آپ سے یہ بات کرنی تھی۔ ایک دوسری بات بھی ہے، اس کے بعد آپ دونوں کے اوپر پھر ruling دے دیجیے گا۔ دوسرا میں نے یہ point out کرنا

تھا کہ طور خم روڈ پر میں نے تقریباً دو kilometer road compaction کے ساتھ اپنے ذاتی پیسے سے بنوائی ہے۔ وہاں کے local نمائندوں کے ساتھ مل کر اُس سڑک پر luk ڈال کر اُس کی ساری رقم لے کے نکل گئے ہیں اور رقم ہڑپ کر گئے ہیں۔ وہ case بھی FIA کے سپرد کیا جائے۔ میں نے اس میں تجویز یہ دی تھی کہ اٹھائیس کلومیٹر کی سڑک ہے۔ جو میں نے دو کلومیٹر بنائی ہے وہ اُس اٹھائیس کلومیٹر سڑک سے آگے compaction تک آپ بنادیں۔ اُنہوں نے اسے بنانے کے بجائے اُس کے پیسے بھی نکال کے لے گئے ہیں۔

اس کے ساتھ میں دوسری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ lower Chitral کے اندر دو مٹی والے ٹرک ڈالے ہیں اور 28 لاکھ روپے کا check نکال کے لے گئے ہیں۔ اٹھاون کروڑ روپے کے ایسے کام ہیں جن کا وہاں پر وجود ہی نہیں ہے۔ یہ سارے corruption کے case ہیں تو یہ FIA کے سپرد کریں۔ وہاں پر اربوں روپے کی corruption ہو رہی ہے۔ وہاں پر اربوں روپے کے مسائل ہیں اور کوئی road وغیرہ وہاں زندہ سلامت نہیں ہے۔ ساری سڑکوں کا بیڑا غرق کیا ہے اور جو تھوڑی بہت سڑکیں وہ بنا رہے ہیں وہ بھی بیٹھ رہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، شکریہ۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: تو، میری اس میں گزارش یہ ہوگی کہ جو دوسری بات میں نے کی ہے، اس کو آپ کمیٹی کے سپرد بھی کریں اور FIA میں بھی اس کے اندر جو یہ دو کلومیٹر کا غبن ہوا ہے اور اس کے علاوہ جو اٹھاون کروڑ کا غبن ہوا ہے، اس کے علاوہ دو ٹرک مٹی کے ڈالے ہیں، رانا صاحب، دو ٹرک وہاں پر مٹی کے ڈالے گئے ہیں۔ یہ جو ابھی آپ بات کر رہے تھے نا؟ یہ باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے وہاں پر بڑے کوئی اچھے کام کیے ہیں۔ وہاں پر صوبائی حکومت کے کارنامے جا کے دیکھیں کہ صوبائی حکومت نے وہاں پر کیا کیا کارنامے انجام دیے ہیں۔ پورے خیبر پختونخوا کا بیڑا غرق کیا ہے اور باتیں کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خیبر پختونخوا میں بڑی کوئی دودھ کی نہریں بہائی ہیں۔ وہاں پر لوگ تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ آپ موازنہ کریں کہ اربوں روپے کی وہاں پر corruption ہے۔ سارے cases کی، بھرپور طریقے کے ساتھ اور شفاف طریقے سے inquiry ہونی چاہیے اور جن لوگوں نے اس کے اندر corruption کی ہے، ان سب لوگوں کے خلاف cases درج ہونے چاہئیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کی بات ہم نے سن لی ہے۔ اب رانا صاحب کو سن لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: مجھے ہمیشہ روکا جاتا ہے۔ میں اس کی مذمت کرتا ہوں کہ ان ساری باتوں سے مجھے روکا جاتا ہے۔ میں عوام کی بات کرتا ہوں۔ میں کوئی اور سیاسی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! آپ بولیں۔آپ نے کوئی اور بات یا کچھ بھی کہنا ہے، آپ کے پاس کوئی چوتھی بات ہے تو وہ بھی کریں۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: وہ باتیں میں نے کی ہیں اور عوام کے حوالے سے بڑی practical باتیں کی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہم نے سن لی ہیں۔ رانا صاحب جواب دیں گے۔آپ کو کبھی نہیں روکا جاتا۔آپ دیکھیں میں۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ وہ جواب دیں گے۔اور کوئی بات ہے تو بتادیں۔ طلحہ صاحب!

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب رانا صاحب۔ طلحہ صاحب! سنیں۔

**Senator Rana Sana Ullah Khan**

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! طلحہ محمود صاحب نے لواری ٹنل میں light بند کرنے والی جو بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ بڑی serious بات ہے۔اس کے متعلق طلحہ صاحب کو چاہیے کہ کوئی motion move کریں تاکہ اُس کا proper جواب آئے اور اس کے مطابق اگر آپ مناسب سمجھیں تو پھر اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ یا تو پھر یہ ہے کہ آپ۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب، سن تو لیں نا۔ پلیز آپ سن تو لیں۔وہ آپ ہی کی بات کر رہے ہیں۔ سنیں تو صحیح۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: یا آپ کوئی motion دیں تاکہ اس کے اوپر جو بھی متعلقہ لوگ ہیں، اُن کا جواب آ جائے اور جو صورتحال یہ بتا رہے ہیں کہ tunnel میں لائٹ بند ہونے کی وجہ سے ایک accident ہوا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ دوبارہ پھر وہاں پر یہی سلسلہ جاری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اُنہیں چاہیے کہ اس کو proper take up کریں تاکہ اس پر کوئی عمل ہو سکے۔

باقی جو اُنہوں نے بات کی ہے وہ ٹھیک ہے اور اُنہوں نے ایک general بات کی ہے۔ ، اس پر اگر کوئی specific چیز ہے تو وہ اس کو کسی بھی motion یا کسی اور طریقے سے ایوان میں لے کر آئیں تاکہ اُس پر proper جواب مانگا جاسکے اور جو طریقہ کار ہے، اُس کے مطابق اس کو dispose of کیا جاسکے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! ایک منٹ بات کرنے دیں۔ رانا صاحب! ایک ممبر نے ایک بات اٹھائی ہے اور ایک issue ہے، اگر اس کو کمیٹی میں بھیج دیں کہ وہاں discussion ہو جائے گا۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اگر آپ satisfied ہیں

نہیں، اگر آپ satisfied ہیں تو میرا خیال کمیٹی کو اس کو بھیج دیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! دیکھیں، آپ بات سنا کریں، جذباتی نہیں ہوں۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کمیٹی میں جا کر discussion کریں۔ اس کے علاوہ منسٹر صاحب نے آپ کو بالکل صحیح کہا کہ آپ motion move کریں۔ اس کے باوجود وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کمیٹی میں جا کر discuss کریں۔ اس لیے جو آپ کی بات ہے، وہ ہو گئی ہے۔ رانا صاحب! اُس کے علاوہ طلحہ صاحب نے ایک دوسری بات بھی کی ہے جس پر آپ نے شاید غور نہیں کیا یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر ایک honorable سینیٹر کے اوپر کچھ لوگ حملہ آور ہوئے۔ تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ privilege committee میں بھیجیں۔ تو آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: دیکھیں، اس میں مناسب تو یہی ہے جو tunnel lights off کرنے والی بات ہے، جس کی وجہ سے وہ کسی accident کا حوالہ دے رہے ہیں تو بڑی مناسب بات ہے کہ آپ نے اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ tunnel کی بات نہیں ہو رہی۔ اُن پر جو حملہ ہوا ہے، اُس کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اس کے علاوہ طلحہ صاحب کی اگر کوئی privilege motion ہے تو اُسے move کریں تاکہ اس کا جواب بھی آ جائے اور اس کے مطابق آپ مناسب سمجھیں تو اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اسی طرح سے جو اُنہوں نے corruption کی بات کی ہے تو

اُس پر وہ کچھ سڑکوں کا حوالہ دے رہے ہیں لیکن اگر کوئی specific چیز ہے وہ جب ایوان کے سامنے آئے گی، اُس پر جواب آئے گا تو پھر ہی ایک process procedure کے مطابق ہمیں آگے بڑھانا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا صاحب! ہم طلحہ صاحب کو request کرتے ہیں کہ یہ دونوں motions دے دیں، ہم پرسوں ان کو لگا دیتے ہیں تاکہ ان دونوں کا proper طریقہ کار ہو جائے۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: جی، درست ہے جی۔ ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! آپ دونوں motion دے دیں اور ہم انہیں پرسوں یا Friday کو لگا دیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: کل اس کا motion لگے گا۔ جناب! اس بات کو ایک سال ہو گیا ہے۔ میری وہ motion آج تک نہیں لگ سکی۔ جناب! ابھی فیصلہ کریں۔ آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں تو میں وہاں پر بات کروں گا۔ جانب! آپ بھی بیٹھے تھے، یہ پچھلے سال کی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، طلحہ صاحب! گزارش سن لیں۔ آپ میرے محترم بھائی ہیں۔ آپ کا tunnel والا ایک issue جو ہے، وہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے، وہ take up کرے گی۔ باقی جس طریقے سے منسٹر صاحب نے کہا ہے اور میری گزارش سنیں کہ آپ motion دیں۔ ہم یہ دیکھیں گے۔ طلحہ صاحب کا جو motion ہے، یہ آپ Friday کو لازمی لگائیں، یہ directive دے دی ہے۔ بہت شکریہ۔ جی وقار مہدی صاحب۔

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ طریقے سے کیجیے گا۔ وقار مہدی صاحب کے بعد افنان صاحب ہیں، پھر آپ بات کریں۔

## Point raised by Senator Syed Waqar Mehdi regarding fraudulent calls made by an individual impersonating Senator Syed Waqar Mehdi

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں نے دو issues پر بات کرنی تھی۔ ایک issue کیونکہ میری ذات سے بھی منسلک ہے۔ کوئی شخص کافی عرصے سے میرے نام کی DP لگا کے لوگوں کو جعلی calls کرتا رہا ہے۔ اُس کے خلاف میں نے پچھلے سال 2 نومبر

2025ء کو NCCAI کے DG کو درخواست دی کہ یہ شخص لوگوں کو میرے نام سے فون کرکے یا تو پیسے مانگتا ہے یا مختلف باتیں کرتا ہے لیکن میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں اور میں شکر گزار ہوں وزیر مملکت طلال چوہدری صاحب کا کہ اُنہوں نے کافی کوششیں کیں۔

اس دن بھی میں نے joint session میں وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب کو بتایا۔ جس پر طلال چوہدری صاحب نے بھی اُن کو بتایا کہ میں نے دو تین دفعہ ان کے لیے کوششیں کیں ہیں۔ ایک دفعہ سینٹ کی Interior Committee کے اندر بھی میں نے شرکت کی، وہاں بھی DG ، جو میرا خیال ہے پہلے کوئی خرم صاحب تھے، وہ بھی بیٹھے تھے۔ لیکن اُس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کراچی میں جو انہوں نے افسران لگائے ہوئے ہیں، مجھے لگتا ہے کہ اتنے نااہل افسران ہیں کہ اُن سے ایسے لوگ قابو نہیں آتے۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ اُن سے ملے ہوئے ہیں یا نہیں ملے ہوئے ہیں، واللہ اعلم بالصواب لیکن یہ میرا issue ایک سال سے pending ہے۔ رانا صاحب تشریف رکھتے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ یہ میں دو یا تین دن سے جو نئے DG NCCAI آئے ہیں، اُن کو فون کر رہا ہوں لیکن وہ فون اٹھانے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وقار صاحب! اس میں اگر آپ یہ چاہتے ہیں، ہم رانا صاحب کی اجازت لے لیتے ہیں، اس میں ہم report call کر لیتے ہیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: میں پوری بات کر لوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر کوئی بھی شنوائی نہیں ہو رہی ہے اور کافی عرصے سے اُدھر کراچی میں جو Additional Director لگائے ہیں، میں اُن سے رابطہ کرتا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اب ہو رہا ہے، تب ہو رہا ہے، جب ہو رہا ہے۔ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی رانا صاحب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جیسے ہی House adjourn ہوتا ہے، یہ میرے ساتھ چلیں۔ میں آج ہی ان کی بات DG NCCAI سے بھی کروا دیتا ہوں اور میں اُن یہ کہوں گا کہ وہ ان کے مسئلے کو resolve کریں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: میری ابھی sub-committee کی meeting ہے، مجھے وہاں جانا ہے۔ اس کے بعد رانا صاحب جہاں کہیں گے پھر میں مل لوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ آپ آپس میں tie up کر لیجیے گا۔ Otherwise Privilege Committee کے آپ چیئرمین بھی ہیں تو آپ۔۔۔

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب! میں خود نہیں دینا چاہتا لیکن میں تو نہیں چاہتا کہ وہ اس طرح سے کریں۔ اُن کو بھی خیال کرنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بس ٹھیک ہے۔ وقار بھائی! اب رانا صاحب نے آپ کے لیے کہہ دیا ہے۔

سینیٹر سید وقار مہدی: نہیں نہیں۔ رانا صاحب کی بہت مہربانی ہے۔ جناب! دوسرا issue یہ ہے کہ کراچی میں PPL کا head office ہے، جس کو ایک سازش کے تحت اسلام آباد میں shift کیا جا رہا ہے۔ (جاری۔۔۔۔T17)

T17-20 Oct2026 Naeem Bhatti/ED; Shakeel 2:10 pm

سینیٹر سید وقار مہدی: (جاری۔۔۔) جناب والا! دوسرا معاملہ یہ ہے کہ PPL کا head office Karachi میں ہے، اسے ایک سازش کے تحت اسلام آباد shift کیا جا رہا ہے، کراچی میں مختلف اداروں کے جو head offices ہیں، انہیں یہاں کیوں لایا جا رہا ہے؟ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اسے یہاں لانے میں کتنے اخراجات ہوں گے، آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ چونکہ petrol کی ساری import through Karachi ہوتی ہے اور یہاں سے پورے پاکستان کے اندر supply ہوتا ہے۔ اب اس کے head office کو یہاں سے shift کیا جا رہا ہے، میں جس کی مذمت کرتا ہوں اور حکومت سے کہتا ہوں کہ وہ ایسا اقدام نہ کرے، لوگوں میں کافی بے چینی ہے کہ آپ مختلف اداروں کے head offices یہاں سے اٹھا کر اسلام آباد shift کر رہے ہیں، اس کو یہاں سے shift نہ کیا جائے، جہاں پر PPL کا head office موجود ہے، اسے وہیں رہنے دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر وقار مہدی صاحب! آپ اس پر calling attention notice بھی دے دیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: جی ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر افنان اللہ صاحب۔

## Point of public importance raised by Senator Dr. Afnan Ullah Khan regarding security situation in Khyber Paktunkhwa and constitutional grounds for imposition of Emergency and Governor's Rule

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں نے آپ لوگوں کی کافی لمبی باتیں سنی ہیں، آپ میری گزارش سن لیں۔ ابھی اپوزیشن کی طرف سے یہ بات کی گئی کہ وہاں emergency یا گورنر راج اس لیے لگایا گیا ہے کیونکہ وہاں معدنیات ہیں۔ اب یہ انتہائی افسوس ناک معاملہ ہے کہ وہاں معدنیات پچھلے چھ مہینوں میں تو discover نہیں ہوئیں، لوگوں کو ان کا کئی دہائیوں سے پتا ہے۔ ان کی وہاں پچھلے تیرہ سالوں سے حکومت ہے اور بجائے یہ اپنی performance پر focus کرتے، وہاں دہشت گردی پر focus کرتے، unemployment, education and health کی طرف focus کرتے۔ میں ابھی آپ کو ان کے 2013 to 2026 تمام stats بتاؤں گا، وہ خراب ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے دہشت گردی کی جنگ میں cooperate نہیں کیا تو اس کی وجہ سے وہاں گورنر راج اور emergency لگائی گئی۔ جناب والا! سہیل آفریدی صاحب نے جو آخری تقریر کی تھی، اس کو آپ سن لیں اور ان کے جو آخری tweets آئے ہیں، انہیں بھی دیکھ لیں، ان میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پی ٹی آئی حکومت اور پاکستان کے خلاف سازش کر رہی تھی۔ یہ لوگ چاہتے تھے کہ پاکستان میں تباہی و بربادی آئے، یہ وہی سوچ ہے کہ اگر عمران خان نہیں ہے تو پھر اللہ نہ کرے پاکستان بھی نہ ہو۔ یہ اس سوچ کو لے کر چل رہے تھے اور یہ ایک بنیادی وجہ ہے، وہاں جو failure ہوا اور emergency لگی۔ جناب والا! انہوں نے یہ بات کی کہ ہمارے بہت بندے collateral میں شہید ہو رہے ہیں، میں نے ابھی stats check کیے ہیں، خیبر پختونخوا میں دو سالوں کے اندر تقریباً بارہ سو کے قریب شہید ہوئے ہیں، جو لوگ مسجدوں میں شہید ہوئے ہیں، جو پولیس کی check posts پر شہید ہوئے ہیں، جو لڑتے ہوئے افواج کے لوگ شہید ہوئے ہیں، وہ بھی تو کسی کے بچے ہیں، ان کے بھی ماں باپ ہیں، آپ انہیں کسی کھاتے میں نہیں لا رہے اور یہ تعداد بڑھ رہی ہے۔ 2022 سے 2025 تک دو ہزار نو سے حملے ہوتے ہیں اور پچھلے ایک سال میں تقریباً ساڑھے تین ہزار حملے ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر آپ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ وہاں emergency اور گورنر راج کیوں لگا ہے تو یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آئین میں گورنر راج اور emergency لگانے کے جو تقاضے لکھے گئے ہیں، وہ تمام پورے کیے گئے ہیں۔ آپ لوگ اس میں سے ایک ایسی چیز نکال کر لا رہے ہیں کہ KP Assembly نے قرارداد pass نہیں کی، KP Assembly pass نہ کرے تو صدرِ مملکت

خود emergency لگا سکتے ہیں، انہوں نے سینیٹ اور قومی اسمبلی سے verification لینی ہے اور وہ انہوں نے لے لی ہے۔ یہ باتوں کو گھما رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ملک توڑنے کی طرف جا رہے ہیں، مجھے یہ بات سن کر بہت افسوس ہوا۔ اس ملک کا ہم سب کو فائدہ ہے، یہ صرف مسلم لیگ (ن)، پنجاب یا کسی ایک صوبے کو فائدہ نہیں ہے، اس ملک کا ہم سب کو فائدہ ہے۔ اگر اس ملک کو کچھ ہو گا تو اس کا نقصان بھی ہم سب اٹھائیں گے۔ اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا تو آپ جا کر دیکھیں کہ ہندوستان میں لوگوں کے ساتھ جو حشر ہو رہا ہے بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس طرح کی باتیں کرنا انتہائی افسوس ناک ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک ہفتے میں دہشت گردی کے خلاف کون سی policy بنائی ہے، آپ نے تیرہ سالوں میں کیا کیا؟ آپ ہم سے ایک ہفتے کا حساب لے رہے ہیں، آپ تیرہ سالوں کا حساب دیں کہ آپ نے وہاں کیا کیا؟ میں آپ کے سامنے کچھ stats رکھنا چاہتا ہوں، 2013 میں جب وہاں پی ٹی آئی کی حکومت آئی تو وہاں unemployment 8.6% تھی، اس وقت 12.5% ہے۔ Child stunting جس کا ان کے لیڈر نے بہت مرتبہ ذکر بھی کیا، 2013 میں یہ 47.8% تھی، اس وقت یہ 48.3% ہے۔ یہ قرض کا بہت ذکر کرتے ہیں، 2013 میں یہ دو سو چھپن ارب روپے تھا، اس وقت یہ نو سو اکاون ارب روپے ہے، یہ debt multiple times بڑھ گیا ہے۔ پچھلے تیرہ سالوں میں ایک بھی نیا ہسپتال نہیں بنا۔ HRCP کی report ہے جس کے مطابق دو، تہائی terrorists attacks خیبر پختونخوا میں ہوتے ہیں۔ آپ کی تیرہ سالہ حکومت کی یہ performance ہے۔ خیبر پختونخوا میں 2013 میں 50% literacy rate تھا جبکہ 2026 میں بھی 50% ہے۔ ہم تیرہ سالوں کے بعد 50% سے 50% پر پہنچے ہیں۔ یہ ضرور ہوا کہ جو لوگ موٹر سائیکلوں اور بسوں میں گھومتے تھے، وہ Range Rovers and Land Cruisers پر آ گئے ہیں، یہ وہاں بڑی تبدیلی آئی ہے لیکن وہاں کے عوام کے لیے انہوں نے تیرہ سالوں میں کچھ نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! آپ کی ایک بڑی contribution ہے، جس کے بعد میں اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں۔ آپ کی تیرہ سال کی contribution یہ ہے کہ پوری generation کو گالیاں دینا سکھا دیا، وہ social media میں لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں، جو اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے، جو بڑوں کی عزت نہیں کرتے، یہ آپ لوگوں کی contribution ہے۔ آپ لوگوں نے اس ملک کو دھرنے دیے، آپ ہر سال ایک یا دو دھرنے لے کر آ جاتے ہیں اور اس ملک کی economy کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ چین کے صدر آئے ہوئے تھے، پورے

پاکستان نے دیکھا کہ آپ نے CPEC کو سبوتاژ کیا، کسی کو کوئی شرم نہیں آتی۔ میں نے ابھی جو کام گنوائے ہیں، اس پر کہانی اور بھی لمبی ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک ہفتے میں کیا کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پی ٹی آئی کے بہت سارے لوگ محبت وطن ہیں اور انہیں اس چیز پر اپنے conduct کو review کرنا چاہیے، چاہے آپ کو کوئی بھی یہ بات کرے، پاکستان سے بڑھ کر تو کچھ بھی نہیں ہے، آپ کیوں پاکستان کے خلاف بات کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر فلک ناز صاحبہ۔

**Senator Falak Naz**

سینیٹر فلک ناز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میرے بھائی سینیٹر طلحہ محمود صاحب نے چترال ٹنل کے حوالے سے جو باتیں کی ہیں، وہاں accident ہوا تھا۔ میں صبح یہی بات کر رہی تھی تو حکومتی ارکان نے مجھے خاموش کر دیا اور میرا mic بند کر دیا گیا۔ جناب والا! میں بھی یہی بات کر رہی تھی، میں چترال کی بیٹی ہوں، چترال سے تعلق رکھتی ہوں، چترال کے مسائل کو سمجھتی ہوں۔ پچھلے ساڑھے پانچ سالوں سے میں چترال کے مسائل پر ہی بولتی رہتی ہوں لیکن جس طرح انہوں نے میرا mic بند کیا، مجھے اس پر بہت افسوس رہے گا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب! یہ وقفہ سوالات کی بات ہو رہی ہے، اس وقت آپ نہیں تھے۔

سینیٹر فلک ناز: میں صبح کی بات کر رہی ہوں۔ پتا نہیں انہیں کیا ہوا ہے، یہ حکومت والے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ صبح کی بات ہو رہی ہے، ابھی کی نہیں ہے۔

سینیٹر فلک ناز: میں اپنے بھائی کو سمجھانا چاہتی ہوں کہ آپ حکومت میں ہیں، ہم اپوزیشن میں ہیں، مہربانی کرکے آپ چترال کے لیے کام کریں، ہم بھی خوش ہوں گے، میں سب سے زیادہ appreciate کروں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ! اپنی بات کریں اور وقت دیکھ لیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب والا! مجھے بہت عرصے کے بعد وقت دیا گیا ہے، براہ مہربانی مجھے interrupt نہ کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ روزانہ time لیتی ہیں، آپ کے پاس دو منٹ ہیں، بات کریں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب والا! آپ نے Monday کو وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے وقت دیں گے۔ جناب والا! میرے دل میں درد ہے، میں شدید کرب میں ہوں، جس طرح 11th October کو KP میں ساڑھے چار کروڑ پختونوں کے mandate پر انہوں نے جو ڈاکہ ڈالا۔ اس کے بعد وہاں جو واقعات ہو رہے ہیں، ہم لوگ تو نہ emergency سے ڈرتے ہیں، نہ گورنر راج سے ڈرتے ہیں۔ ہم لوگ پچھلے ساڑھے چار سالوں سے حالت جنگ میں ہیں۔ ہمیں وہ دن بھی یاد ہے جب ہمارے محبوب لیڈر، امت مسلمہ کے لیڈر عمران خان کو ناحق جیل میں ڈالا گیا، ہم نے یہ بھی برداشت کیا۔ جب ہمارے ساری leadership کو کوٹ لکھپت جیل میں ڈالا گیا، ہم نے اسے بھی برداشت کیا۔ جناب والا! جب ہمارا نشان ہم سے چھین لیا گیا، ہم نے اسے بھی برداشت کیا، اس کے باوجود پاکستان کے پچیس کروڑ عوام نے اس مرد قلندر کو ووٹ دیا 2/3rd majority سے پورے پاکستان میں اس نے الیکشن جیتا۔ (جاری۔۔۔۔T/18)

T18-20Oct2026 Abdul Ghafoor/ED: Neelum 2:50 PM

سینیٹر فلک ناز: (جاری۔۔۔) جناب چیئرمین! اس کے باوجود پاکستان کے 25 کروڑ عوام نے، اس مردِ قلندر کو ووٹ دیا 2/3rd majority سے پورے پاکستان میں الیکشن جیتا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ نشان چھیننے کے باوجود، لیڈرشپ جیل میں ہونے کے باوجود لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا۔ ہمیں وہ دن بھی یاد ہے چیئرمین صاحب، جب ہم two-third majority سے آئے تھے اور اس کے باوجود بھی ہماری reserve seats چھین لی گئی۔ ہم نے مقابلہ کیا۔ ہمیں مقابلہ کرنا لیڈر عمران خان نے سکھایا ہے۔ ہمیں یہ شعور خان صاحب نے دیا ہے۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہمیں پرواہ صرف اپنے پاکستان کی ہے، ہمیں پرواہ اپنے ملک کی ہے، ہمیں پرواہ اپنے لیڈر عمران خان کی ہے۔ جب عمران خان جیل سے باہر آئے گا، جمہوریت کو بھی فروغ ملے گا اور ملک میں مہنگائی بھی ختم ہو جائے گی۔ لیکن ان لوگوں نے جس طریقے سے وہاں پر گورنر راج لگایا، وہاں پر ایک قسم کی مارشل لاء ہے۔ میں کہتی ہوں مارشل لاء لگائے ناں، لگانا ہے تو پورے پاکستان میں لگائیں۔ معاشی مارشل لاء پنجاب میں لگائیں، جہاں پر 12 ارب روپے کے جہاز خریدے گئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر مارشل لاء لگانا ہے تو وفاق میں لگائیں، جہاں پر ہمارے mandate کو چرایا گیا ہے، پھر سندھ کے نہروں کے پانی پر بھی مارشل لاء لگے گا۔

جناب ولا! مجھے صرف افسوس اس بات پر ہو رہا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے آپ کو جمہوریت کا champion کہتی ہے، ٹھیک ہے؟ ان پر تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہو رہا ہے، حکومت میں ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے وہ لوگ ہیں، ہمارے ملک میں کلاشنکوف کلچر کو فروغ کس نے دیا تھا؟ دہشت گردی کا فروغ کس نے دیا تھا؟ ٹھیک ہے؟ یہاں پر ہیروئن کو فروغ کس نے دیا تھا؟ آپ کو یاد نہیں ہوگا، مجھے تو یاد ہے کہ نواز شریف صاحب ex-prime minister پر کس سے پیسے لینے کا الزام ہے؟ یہ بھی سب کو پتا ہے۔ میری باتوں کے درمیان میں کوئی نہ بولے، آج مجھے بولنے دیں، ٹھیک ہے؟ میرے بعد آپ بولیں، ٹھیک ہے؟

(مداخلت)

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! دوسری بات، دیکھیں ان کو کہیں خاموش رہیں۔ میں نے ان کے وقت پر کوئی بات نہیں کی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب بات کر لینے دیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! پچھلے دنوں کی بات ہے، ٹھیک ہے، ہم تو دہشت گرد ہیں، ہمارا لیڈر بھی جیل میں ہے، ہماری ساری لیڈرشپ جیل میں ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں جتنے بھی مارشل لاء لگے ابھی تک کسی خواتین کے گھروں پر چھاپے نہیں پڑے۔ خواتین کو گھروں میں چھاپے مار کر اٹھایا جاتا ہے، ہم وہ بھی برداشت کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں ایک بات پوچھتی ہوں۔۔

(مداخلت)

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! براہ مہربانی ان کو خاموش کریں ناں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب پلیز۔

سینیٹر ناصر محمود: جناب چیئرمین! یہ میری طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! میں نہیں کر رہی اشارہ، میں بات کر رہی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ chair سے بات کریں۔ بٹ صاحب آپ اپنی turn پر بات کریں۔

سینیٹر فلک ناز: آپ اپنے time پر بولیں پلیز۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر فلک ناز صاحبہ! آپ اپنا time بھی دیکھیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! نہیں، میرا time اب پانچ منٹ ہو گئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب، بیٹھ جائیں، آج ان کو بولنے دیں۔ جی، بات کریں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! پاکستانی ہونے کے certificate صرف نون لیگ کے پاس نہیں ہے، ٹھیک ہے؟ میرے لیڈر عمران خان نے کہا تھا ملک بھی میرا ہے، فوج بھی میری ہے۔ انہوں نے یہ سب سے بڑا جواب دیا تھا، ٹھیک ہے؟ چیئرمین صاحب، آپ کو تو یاد ہے ناں، پچھلے دنوں CM پنجاب نے کیا کہا تھا؟ وہ ویڈیو ریکارڈ میں بھی موجود ہے کہ ہمیں پڑوسی صوبوں سے خطرہ ہے، ہمیں پڑوسی ملک سے خطرہ نہیں ہے، ٹھیک ہے؟ اس وجہ سے انڈیا میں breaking news چلی اور مسلسل پورا دن مریم نواز کی speech کو چلایا گیا تھا۔ دیکھیں! جس تپش کے چلنے کی ہوا ابھی آ رہی ہے، KP پچھلے 50 سال سے اس تپش میں جل رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب، ہم نے 70 ہزار civilian لوگوں کی قربانی دی ہے۔ ہماری افواج کے شہداء شہید ہوئے ہیں، پچھلے 50 سال سے ہمارے جوان شہید ہوئے ہیں، KP والے امن چاہتے ہیں۔ ہمارے صوبے KP میں کفن کم پڑ گئے تھے، تابوت کم پڑ گئے تھے۔ آپ کے دور حکومت کے وزیرِ داخلہ رحمان ملک نے خود کہا تھا کہ پیر کے دن KP میں نہ آئیں کیونکہ پیر کے دن دھماکے ہوتے تھے۔ چیئرمین صاحب! ہم نے ایسے ایسے دن دیکھے ہیں۔ ہمیں یہ لوگ دہشت گرد کہتے ہیں، ہم امن چاہتے ہیں، ہم KP میں امن چاہتے ہیں۔ جہاں تک دہشت گردی کی بات ہے مجھے بتائیں دہشت گردی کہاں اور کس صوبے میں ہوئی ہے۔ مجھے بتائیں کہ سب سے پہلے لیاقت علی خان کون سے صوبے میں شہید ہوئے؟ KP میں ہوئے کہ پنجاب میں ہوئے ہیں؟ اس کے بعد عالمِ اسلام کے لیڈر شہید ذوالفقار علی بھٹو کو کہاں پھانسی دی گئی؟ KP میں یا پنجاب میں دی گئی؟

جناب والا! اس کے بعد عالمِ اسلام کی پہلی خاتون وزیرِ اعظم، اس کے بعد 40 دن میں trauma میں چلی گئی تھی۔ میں نے اس کی وجہ سے سیاست چھوڑ دی تھی جب اُن کو شہید کیا گیا۔ ان کو کون سے صوبے میں شہید کیا گیا؟ مجھے بتایا جائے عالمِ اسلام کے لیڈر، امتِ مسلمہ کا لیڈر، 25 کروڑ عوام کا لیڈر عمران خان پر قاتلانہ حملہ کون سے صوبے میں ہوئے ہیں؟ مجھے بتایا جائے کہ اس سے پہلے مولانا سمیع الحق، عالمِ دین، کون سے صوبے میں شہید ہوئے۔ ہمیں دہشت گرد نہ کہیں، ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔ ہم ملک میں امن چاہتے ہیں، ہم کبھی دہشت گردی نہیں کریں گے۔ پاکستان کے certificate ہم ان سے مانگیں گے؟ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں یقین ہے، ہمیں اپنے اللہ پر یقین ہے، ہم ہمت نہیں ہاریں گے۔

پچھلے ساڑھے چار سال سے ہم لوگ حالتِ جنگ میں ہیں۔ ہمارے اوپر cases بنائے گئے، ہمارے ساری لیڈر شپ جیل میں ہیں۔ عمران خان کبھی بھی معافی نہیں مانگے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں ہے، وہ خود عدالتوں سے سرخرو ہو کر باہر نکلے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! آخری بات عمران خان خود سرخرو ہو کر باہر نکلے گا۔ ان کو پتا ہے، عمران خان ایک قدم اڈیالہ سے باہر رکھے گا ناں، یہ لوگ کہاں اس کو space دیں گے؟ عمران خان جس دن باہر ہوگا ناں، ان کی سیاست ہی ختم ہو جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! دوسری بات، آخری بات میں کہتی ہوں ہمیں جیل میں ڈالیں، کوئی فرق نہیں پڑے گا، ہم نے تو سیاست کی ہے۔ لیڈر شپ کو جیل میں ڈالیں، کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں آپ سے مودبانہ گزارش کرتی ہوں کہ انہوں نے مارشل لاء بھی لگا دیا، emergency بھی لگائی، میں کہتی ہوں گورنر راج ایک مرتبہ نہیں، تین مرتبہ لگائیں، ہم تو مقابلہ کر رہے ہیں لیکن KP کی عوام اور PTI کے workers کو اٹھا رہے ہیں، خدارا وہ بند کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ، میڈم صاحبہ۔

سینیٹر فلک ناز: بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد، عمران خان زندہ باد۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر جام سیف اللہ خان صاحب۔ دیکھیں، اس طریقے سے نہیں، آپ نے خود ان کو time دیا۔ اب آخر میں آپ عون عباس صاحب اس طرح نہیں کریں گے۔ آپ دوسروں پر وہ بھی کرتے ہیں اور پھر آپ وہ بھی کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ناں! بہت دنوں کے بعد آپ تشریف لائے ہیں۔ جناب سینیٹر جام سیف اللہ خان صاحب۔

## Point of public importance raised by Senator Jam Saifullah Khan regarding provision of gas and involvement of Bank official in financial scandal in District Guthki

سینیٹر جام سیف اللہ خان: بہت بہت شکریہ، جناب چیئرمین! ہمارے محترم سینیٹر افنان اللہ صاحب نے جو گفتگو کی، میں اس کو fully endorse کرتا ہوں۔ جناب! میرے صرف دو issues اس debate سے تھوڑے الگ ہیں، میرے اپنے حلقے کے لحاظ سے بڑے

important issues ہیں۔ جناب! 2003 میں، اس وقت کے وزیر اعظم صاحب نے ایک directive issue کیا تھا کہ جہاں سے گیس نکلتی ہے اس کے 5 kilometer radius میں ان کو گیس ملنی چاہیے۔ میرا ضلع ماشاءاللہ پاکستان کی تقریباً کوئی 30 to 35% production گھوٹکی سے ہوتی ہے، کئی جگہیں ایسی ہیں جو 5 kilometer radius میں آتی ہیں، اس میں گیس نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے petroleum کمیٹی میں بھی issue اٹھایا ہوا ہے اور petroleum کمیٹی میں بھی اس کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کا finance سے کوئی کچھ issues ہیں وہاں سے پیسے release نہیں ہو رہے ہیں۔ اسی مسئلے پر سپریم کورٹ نے بھی suo motu action اٹھایا ہوا ہے۔ انہوں نے بھی direction دی ہوئی ہیں کہ آپ Prime Minister's directive کو حل کریں۔ میری گزارش ہے کہ Finance Minister سے بھی میری بات ہوئی ہے لیکن ہم چاہتے ہیں اس matter کو اگر آپ Standing Committee on Finance میں refer کریں تاکہ متعلقہ جو بھی افسران ہیں ان ساروں کو بلا کر اس مسئلے کو وہاں سے حل کریں۔ دوسرا بھی ہمارا مسئلہ Standing Committee on Finance سے ہے۔ (جاری۔۔۔T19)

T19-20Oct2026 Tariq/Ed: Shakeel 02:30 pm.

سینیٹر جام سیف اللہ خان۔۔۔(جاری)۔۔دوسرا بھی ہمارا مسئلہ Standing Committee on Finance سے ہے۔ ہمارے گھوٹکی میں ایک بہت بڑا scandal unearth ہوا ہے جس میں نیشنل بنک کے آفیسرز کیا کرتے ہیں کہ وہاں کے جو industrialist or entrepreneurs ہیں جنہوں نے نیشنل بنک سے کروڑوں یا اربوں روپے کی limits لی ہوتی ہے، یہ کیا کرتے ہیں کہ ان کے accounts میں سے پیسے نکال کر انہیں الگ سے investment کرتے ہیں اور یہ بہت بڑا scandal بنا ہے اس پر FIA inquiry کر رہا ہے لیکن ابھی تک انہوں نے اس کے خلاف کوئی action نہیں لیا ہے۔

دیکھیں بنک ایک ایسا ادارہ ہے جس پر سب سے important چیز لوگوں کا trust ہوتا ہے۔ اب اگر لوگوں کے پیسے ان کی knowledge کے بغیر ان کے accounts سے نکالے جائیں اور وہ اس سے الگ سے کوئی کاروبار کریں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں مسائل آپ سینیٹ کی متعلقہ قائمہ کمیٹی کو refer کریں تاکہ اس پر تفصیل سے بحث بھی ہو اور متعلقہ افسران کو بھی بلایا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ یہ میری آپ سے بڑی humble request ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ جام صاحب۔ چونکہ آپ نے خود یہ کہہ دیا ہے کہ پہلے والا باقاعدہ petroleum کے under ہے اور دوسرے میں آپ نے کہہ دیا ہے کہ FIA investigation کر رہی ہے تو آپ ان Committees میں دیکھ لیں، otherwise آپ کوئی calling attention or proper tool کر دیں تاکہ ہم اس پر کچھ کر سکیں۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب میری آپ سے humble request ہو گی، میری سلیم مانڈوی والا صاحب سے بھی بات ہوئی ہے، انہوں نے بھی مجھے کہا ہے کہ اگر یہ ایوان کی طرف سے refer ہو جائے تو ہم اسے take-up کریں گے۔ میری آج ہی ان سے بات ہوئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا صاحب سے بھی پوچھ لیتے ہیں۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: میری رانا صاحب سے بھی گزارش ہو گی۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے جام صاحب سے یہی گزارش کی ہے۔ جام صاحب، رانا صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ motion move کر لیں، یہ ہم Secretariat سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ کا motion Friday کو لگا دیں تاکہ proper طریقے سے ایک چیز regularise ہو جائے۔ مہربانی ہو گی۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب Friday کو میں موجود نہیں ہوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Tuesday کو کر لیتے ہیں، Monday کو private members day ہو گا، آپ لگا دیں، Secretariat جام صاحب کا motion Tuesday کو لگا دیجیئے گا۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: یہ دونوں issues لگا دیجیئے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل ہو گیا۔ جناب سینیٹر عون عباس صاحب، چونکہ آپ سے پہلے بہت سے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ سے پہلے سینیٹر گردیپ سنگھ ہیں۔ گردیپ صاحب اگر آپ کو موقع دیتے ہیں تو پھر گردیپ صاحب آخر میں چلے جائیں گے۔ ٹھیک ہے گردیپ صاحب۔

سینیٹر گردیپ سنگھ: ٹھیک ہے جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی عون عباس صاحب۔

## Point of public importance raised by Senator Aon Abbas regarding the prevailing law and order situation in the country

سینیٹر عون عباس: اعوذ باللہ من شیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سارے دوستوں نے دہشت گردی پر بات کی اور رانا صاحب نے ان کا جواب بھی دیا۔ میں اس اجلاس میں بات نہیں کر سکا تھا، میں صرف پانچ منٹ میں آپ کو توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! بات شروع ہوتی ہے پانچ اگست سے، جس دن سہیل آفریدی صاحب پشاور کے ایک جلسے میں اعلان کرتے ہیں کہ میں عمران خان صاحب کی بنیادی سہولتوں کے لیے لانگ مارچ کروں گا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک عام قیدی کے جو basic human rights ہیں اور ایک عام قیدی کو jail manual کے مطابق جو انہیں ملتے ہیں میں ان کی جنگ کے لیے ایک لانگ مارچ کا اعلان کروں گا۔ اس دوران سپریم کورٹ کا ایک آرڈر آ جاتا ہے جس میں شفا ہسپتال کا حکم جاری کیا جاتا ہے کہ آپ عمران خان صاحب کو شفا ہسپتال میں رکھیں گے جب تک ان کی طبعیت ٹھیک نہیں ہو جاتی۔ ان کی ملاقاتوں پر پابندی ختم کریں، خاندان اور وکلاء کی ملاقات کرائیں۔ ہم خوش ہو گئے کہ معاملات طے ہو گئے ہیں۔ بات اچھائی کی طرف جانی شروع ہوتی ہے اور رات کے اندھیرے میں اچانک شفا کی جگہ PIMS لے کر چلے جاتے ہیں اور ملاقاتیں بھی بحال نہیں ہوتی ہیں بلکہ سونے پہ سہاگہ کہ 19 ستمبر کو عمران خان صاحب کی بہنوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب، interfere نہ کیجیے گا، وہ کیا بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر عون عباس: اچانک 19 ستمبر کو عمران خان کی بہنوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ لانگ مارچ عمران خان صاحب کی صحت کے حوالے سے تھا، بہنوں کو اغوا کر کے گرفتار کر لیا گیا۔ اچانک اس کے بعد مذاکرات شروع ہو گئے، جو ناکام ہو گئے، جو بھی ہو گیا اور پھر پتا چلتا ہے کہ اچانک دہشت گردی کا ایک بیانیہ بنا کر ایک ایسی elected Government جو پاکستان میں claim نہیں کر رہی بلکہ دنیا مانتی ہے کہ جو واقعی election جیت کر آئی تھی، وہاں پر رات کے اندھیرے میں دہشت گردی کے چکر میں ایمرجنسی اور گورنر راج لگا دیا جاتا ہے۔ صبح کے وقت

ایک بیانیہ بنایا جاتا ہے کہ کیونکہ یہ حکومت اور یہ وزیراعلیٰ دہشت گردی میں ہمارے ساتھ بالکل نہیں چل رہا تھا، اس لیے ہم نے وہاں پر دہشت گردی کی بنیاد پر ایمرجنسی لگادی۔

جناب چیئرمین! آپ سے دو سوالات پوچھ لیتا ہوں۔ پچھلے دو سالوں سے ہماری حکومت ہے، اس government سے پوچھیے کہ کسی ایک منسٹر نے، چاہے وہ رانا صاحب ہوں، چاہے وزیر داخلہ صاحب ہو، چاہے Information or Law Minister صاحبان ہوں، کسی ایک نے آج تک خیبر پختونخوا کی حکومت پر دہشت گردی کے حوالے سے کوئی الزام لگایا تھا کہ ہم دہشت گردی کے خلاف آپریشن کرنا چاہ رہے ہیں، یہ وزیراعلیٰ ہماری line میں حائل ہو چکا ہے۔ یہ خیبر پختونخوا کی حکومت درمیان میں نہیں آنا چاہتی ہے۔ شہید کسی کا نہیں ہوتا، شہید پورے ملک کا تھا، شہید صرف ریاست کا نہیں، بلکہ وہ عوام کا بھی ہے۔ جتنا ان کا ہے، اتنا ان benches کا بھی تھا لیکن ایک بیانیہ بنایا گیا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت دہشت گردوں کے ساتھ ہے۔ آپ یہ بتایئے کہ بلوچستان کی حکومت تو آپ کے ساتھ موجود ہے، وہاں کا وزیراعلیٰ تو ہر وقت آپ کے ساتھ اسلام آباد میں ہے کیونکہ شاید کوئٹہ میں رہنا اس کے لیے مشکل ہے، وہ تو آپ کے ساتھ ہے۔ بڑی دہشت گردی کی لہر خیبر پختونخوا میں ہے یا بلوچستان میں ہے، اگر وہاں پر آپ کی پالیسی اتنی اچھی ہے، اگر وہاں پر آپ کا ساتھ اور one page alliance چل رہا ہے تو وہاں پر دہشت گردی کیوں نہیں رک پائی۔ اگر وہاں پر نہیں رک پائی تو حضور یہاں پر کیسے رک پاتی۔ ہم تو صرف اتنی درخواست کرتے تھے کہ آپ خیبر پختونخوا کی حکومت یا وہاں کے elected representatives ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کیجیے، ان کو اعتماد میں لیجیے، یہ پنجاب جیسا نظام نہیں ہے، وہ ایک قبائل کا سسٹم ہے، ان کا اپنا ایک جرگہ ہوتا ہے، ان کا اپنا ایک طریقہ ہے۔ آپ نے وہاں پر سب bulldoze کرکے ایک راہ ہموار کی ہے۔

آج سے بائیس سال پہلے نواب اکبر بگٹی کے ساتھ بھی ایسا ہوا تھا۔ جناب وہ ایک ریاست کے خلاف کھڑا ہو گیا تھا، شہید ہو گیا، آج بلوچستان کہاں کھڑا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہندوستان یہاں پر دہشت گردی کرتا ہے، ہم مانتے ہیں کہ وہ یہاں پر funding کرتا ہے، ہمیں سب پتا ہے لیکن وہاں پر موقع ہم نے فراہم کیا تھا جب ہم نے عوام اور ریاست میں ایک بہت بڑا خلا پیدا کر دیا تھا، آج وہی خلا آپ خیبر پختونخوا میں پیدا کرنے جا رہے ہیں۔ آج وہی چیز، وہی ہندوستان ہے جسے موقع ملے گا کہ خیبر پختونخوا میں آکر وہی کام شروع کرے جو اس نے بلوچستان میں کیا تھا۔ افغانستان کے ساتھ اتنا بڑا بارڈر ہے۔ مجھے افغانستان کے ساتھ کچھ لینا دینا نہیں ہے، سب کچھ جائے، اس کا اس سے تعلق نہیں ہے لیکن point

یہ تھا کہ کیا آپ کی پالیسی کی وجہ سے میں یا رانا ثناء اللہ خان صاحب مغرب کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان جا سکتے ہیں۔ آج کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں دو ماہ بعد کی بات کر رہا ہوں، کوئی treasury benches میں ایسا شخص بٹھا دیں جو مجھے کہے کہ آج سے دو ماہ کے بعد ہو مغرب کے بعد بنوں شہر میں جا سکتا ہے۔ نہیں ہوگا، چیزیں اور بدتر ہوں گی۔ خدا نہ کرے ایسا ہو۔

عقل کے ناخن لیں، یہ ہم راستے کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں، یہ پاکستان کس طرف کو جا رہا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ لوگوں کی ماؤں، بیٹیوں کو سیاسی بنیادوں پر اٹھا لیا جائے۔ کرپشن ایک علیحدہ چیز ہے، لانگ مارچ کا اعلان سہیل کرتا ہے، اٹھایا عمران خان کی بہن کو جاتا ہے۔ تحریک انصاف ایک سیاسی تحریک چلا رہی تھی، عمران خان کی بیوی کو اٹھا لیا۔ یعنی کہ پورے پاکستان میں 1500 workers اٹھا لیے گئے، چھوڑیں سہیل آفریدی وزیر اعلیٰ کو اٹھا لیا، چھوڑیں آپ نے سپیکر کو اٹھا لیا، آپ نے 6 MNAs and 9 MPAs اور 6 منسٹرز اٹھا لیے۔ آپ نے 1500 workers جن میں خواتین بھی شامل تھیں انہیں بھی اٹھا لیا۔ اس طریقے سے معاشرے نہیں چلتے۔

ابھی میرے دوست سینیٹر افنان اللہ کہہ رہے تھے کہ جناب خیبر پختونخوا کے stats بتاتا ہوں، یہ کم وہ کم، وہ کم، یہ زیادہ۔ مجھے تو صرف اتنا پتا ہے کہ اس پورے region میں پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جس میں انڈیا، بنگلہ دیش، بھوٹان، نیپال غربت میں سب سے اوپر پاکستان، ٹیکسز میں سب سے اوپر پاکستان، بے روزگاری میں سب سے اوپر پاکستان، ناخواندگی میں سب سے اوپر پاکستان، per capita میں نچلی طرف سے سب سے اوپر پاکستان، ہر figure تو یہ بتا رہی ہے کہ آپ نے ملک کو برباد کر دیا ہے۔ پاکستان کی middle class کو آپ نے crush کر کے رکھ دیا ہے۔ یا امیر ہے یا غریب ہے، درمیان کا فرق الحمدللہ آپ نے تباہ کر دیا ہے۔ شکر کریں کہ ہم ہیں، کہ لوگوں کی نظروں صرف PTI پر ہوتی ہیں، آپ کی قابلیت پر نہیں جاتیں ورنہ آپ نے عوام کے ساتھ جو کچھ کر دیا ہے لوگ جھولیاں اٹھا اٹھا کر آپ کے لیے بددعائیں کرتے ہیں اور ڈریں اس وقت سے جب پاکستان میں آزاد الیکشن ہوں گے، ڈریں اس وقت سے جب عمران خان اڈیالہ سے باہر نکلے گا اور آپ کو چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔

جناب چیئرمین! ایک انگریزی کا محاورہ ہے, you scratch my back, I scratch yours اللہ نہ کرے ہمارے ذہن میں وہ انتقام کی لہر آ جائے، خدا نہ کرے جو آج ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ ہو رہا ہے، ہماری نیت اور دل میں بھی وہ چیز شامل نہ ہو، ہم

ایسا کبھی نہیں کرنا چاہیں گے، ہمارا مذہب اسلام، ہمارا culture اس چیز کی اجازت نہیں دیتا لیکن آپ بھی کچھ کمی کر کے دیکھ لیں، وہ وقت دور نہیں جب خان بھی نکلے گا، یہ وطن بھی دیکھے گا، یہ دنیا بھی دیکھے گی اور عمران خان وزیر اعظم بنے گا۔ پاکستان زندہ باد، عمران خان زندہ باد۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر ناصر محمود بٹ صاحب۔

**Senator Nasir Mehmood**

سینیٹر ناصر محمود: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے وقت دیا۔ آج کا جو موضوع ہے وہ مجھے یہی نظر آ رہا ہے کہ خیبر پختونخوا میں جو گورنر راج لگا ہے وہ ان [2][****] لوگوں کی وجہ سے لگا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لفظ [****] کو expunge کر دیجیے۔

(مداخلت)

سینیٹر ناصر محمود: 13 سال ادھر یہ کام نہ کرتے، اب آپ نے میری بات کے درمیان میں نہیں بولنا۔ تیرہ سالوں میں انہوں نے جو خیبر پختونخوا کا حال کیا ہے وہ آپ دیکھیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ناصر محمود: آپ سارے ہیں ہی اسی قابل۔ ایک منٹ میری بات سنیں، میں نے کسی کی بات میں خلل نہیں ڈالا۔ یہ بھاگ گئے، ان کو آپ جب بھی اصلیت دکھائیں گے یہ دم دبا کر بھاگیں گے۔۔۔ آگے جاری۔۔(T-20)

T20-20Oct2026 FAZAL/ED: Shakeel 02:40 pm

سینیٹر ناصر محمود: (جاری ہے۔۔۔۔) ان کو آپ جب بھی اصلیت دکھائیں گے یہ دُم دبا کے بھاگیں گے۔ ان کی اصلیت یہی ہے کہ گزشتہ 13 سال سے KPK میں دہشت گردی کے خلاف جب بھی وفاق نے کوئی پالیسی بنائی تو ان لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ ابھی یہ میرے دوست کہہ رہے تھے کہ بلوچستان میں بھی دہشت گردی ہوتی ہے؟ بھائی! بلوچستان میں دہشت گردی ہوتی ہے تو وہاں کا وزیر اعلیٰ وفاق کی پالیسیوں پر چلتا ہے۔ دہشت گردی کا کوئی بھی اگر کوئی پالیسی وفاق بناتا ہے تو نہ آپ اس میں آتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ نہیں، ہماری یہ priority ہے ہی نہیں۔ ہماری priority وہ ہے جو 190 ملین چوری میں عدالت نے بند کئے ہیں ان

[2] "The words expunged as ordered by the Chair.".

کو باہر لے کر آئیں۔ان کو بتاتا ہوں کہ وہ باہر تب وہ آئے گا جب عدالت اس کو چھوڑے گی۔ نہ ہم نے اس کو جیل میں رکھا ہےاور نہ ہمارے حکم پہ وہ باہر آ سکتا ہے۔ یہ خود بیرسٹر ہیں، سارا کچھ ان کو پتا ہے لیکن یہ چاہتے نہیں وہ باہر آئیں۔

اب مجھے بتائیں نا۔اگر دہشت گردوں کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی اور یہ اس پر چلتے تو وفاق کبھی یہ نہ کرتا۔ یہ مجبوری تھی ہماری ورنہ ہم KPK کے معصوم لوگوں کو ان کے حوالے نہیں کر سکتے تھے۔جناب چیئرمین صاحب!سارے بھاگ گئے ہیں تو میں بھی بیٹھ جاتا ہوں میں کیا کروں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ جناب گردیپ سنگھ۔

**Senator Gurdeep Singh**

سینیٹر گردیپ سنگھ: وِاہِ گُرو جی کا خالسا، وِاہِ گُرو جی کی فتح۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جنابِ چیئرمین! مجھے ٹائم دینے کا آپ کا شکریہ۔ Last میں ملا، دیر آید درست آید۔ جنابِ چیئرمین! میں تو سب سے پہلے اپنے صوبے خیبر پختونخوا کی بات کروں گا کیونکہ ہمارے صوبے پر ایک ایسی چیز مسلط کی گئی ہے کہ اس کی نہ آئین اور نہ قانون اجازت دیتا ہے کیونکہ ہماری دو تہائی اکثریت PTI حکومت جس کو عوام نے مینڈیٹ دیا تھا اور ایک اچھے طریقے سے ہماری گورنمنٹ قائم تھی۔ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ اس میں یہ Article 232 and 234 لگاتے۔ کیونکہ ظاہری بات ہے کہ ایسے کوئی حادثات ادھر رونما نہیں تھے کہ وہ یہ بہانہ بناتے۔

سب سے پہلے تو میں آتا ہوں اس دہشت گردی پر کہ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی ہو رہی ہے۔ جنابِ چیئرمین! یہ دہشت گردی 2026 میں ہو رہی تھی یا اس سے پہلے بھی ہوئی ہے۔ یہ دہشت گردی ہمارے ملک میں پہلے کون سے حصوں میں شروع ہوئی ہے؟ جس وقت امریکہ میں 9/11 ہوا۔ جنابِ چیئرمین! میں اس طرف آپ لوگوں کی توجہ لے کر جانا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق سوات سے ہے۔ تو وقت سے ہمارے ملک پر دہشت گردی مسلط کی گئی۔ کس نے کی؟ اس کا ذمہ دار کون تھا؟ جو آج تک ہم یہ پیٹ رہے ہیں، یہ رونا کر رہے ہیں کہ دہشت گردی ہے تو سب سے پہلے میرا ملاکنڈ اور سوات جن پر دہشت گردی کا attack ہوا تھا۔ ادہر یہ Talibization system شروع ہوا تھا اور ایک ایسی گورنمنٹ تھی کہ وہ بھی مارشل لاکے برابر تھی۔ انہوں نے یہ چیز ہم پر مسلط کی۔ جنابِ چیئرمین! 2005 سے سوات میں جو دہشت گردی شروع ہوئی ہے، اس میں بھی ہمارے عوام نے قربانی

دی ہے اور وہی صدر تھا کہ اس نے speech کی تھی کہ سوات کا یہ غیرتی قوم ہے اور ملک کے لیے یہ قربانی دیں گے۔ تو جنابِ چیئرمین! ہم نے تو اس وقت سے قربانی دی ہے اور آج تک ہم قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ میں اپنی بات کروں تو میرا خاندان بھی شہید کا وارث ہے۔ میرا بھائی ایم پی اے سردار سورن سنگھ کو بونیر میں 2016 میں ٹارگٹ کیا گیا۔ وہ بھی PTI سے تھا۔

تو جنابِ چیئرمین! یہ بہانے بنانا کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ہم نے یہ ایمرجنسی لگائی اور گورنر راج لگایا۔ ٹھیک ہے لگا دیا تو اب یہ دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ آج بھی سوات میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ 2005 سے لے کر 2026 تک اس میں کتنی گورنمنٹ چلی گئی ہیں؟ تو اس کا ذمہ دار کون تھا؟ آج تو چلیں PTI پر الزام لگتا ہے کہ یہ دہشت گردی کو ختم کرنے میں ناکام ہو گئی۔ جنابِ چیئرمین! اس حقیقت کو آگے لانا ہوگا کہ جس نے یہ ہم پہ مسلط کیا ہے۔ ہمارے ملک کو توڑنے کی سازش ہو رہی ہے اور یہ کون کر رہا ہے؟ سب سے پہلا دشمن ہمارا انڈیا ہے۔ بلوچستان میں کون دہشت گردی کرا رہا ہے؟ اور وہی دہشت گردی جو سوات سے اٹھا کر ہمارے وزیرستان اور قبائلی علاقوں میں لے کے گئے ہیں۔ ایک ریجن سے ہٹا کر دوسرے ریجن میں لے جانا۔ یہ کس کی ناکامی ہے۔ یہ اس حکومت کی ناکامی ہے۔ اپنی ناکامی کو PTI پر مسلط نہ کریں۔ اگر آپ نے دہشت گردی روکنا ہے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم نے کبھی دہشت گردوں کا سہارا نہیں لیا، نہ ہم نے ان کو سپورٹ کیا ہے۔ ہم نے تو آپ کے ساتھ بیٹھ کر صوبائی اسمبلی میں جرگہ بھی بٹھایا تھا اور ساری پارٹیوں کو involve کیا تھا، سب کے sign ہیں اور یہ کیوں کروا رہے تھے۔ جناب چیئرمین! اس لیے کہ یہ ملک ہمارا ہے اور یہ صوبہ بھی ہمارا ہے۔ ایک صوبے میں آگ جلے گی تو سارے صوبے جلیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر گردیپ سنگھ: جناب چیئرمین! میرے تو چار منٹ بھی نہیں ہوئے، 10, 10 منٹ تک لوگوں نے باتیں کی ہیں اور میں آخری speech کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، جی، پھر آپ بولیں۔

سینیٹر گردیپ سنگھ: آپ حکومت میں ہیں، ہماری فریاد سنیں اور ہم فریاد لے کر آئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں دوسرے point پر آتا ہوں۔ ایک Chief Minister کو آپ نے اغوا کر دیا۔ ایک اسپیکر جو صوبائی اسمبلی کا اسپیکر ہے، آج تک اس کا ہمیں پتہ بھی نہیں ہے کہ کدہر ہیں؟ تو جناب چیئرمین! اس طرح دہشت گردی ہوتی رہے گی اور امن قائم نہیں ہو سکتا۔ آپ عوام کو کیا جواب دیں گے؟ ایسے نظام اور ہتھکنڈوں کی وجہ سے عوام آپ سے پھر نفرت کرے گی۔ آئیں میز پر بیٹھیں اور بات کریں۔ جس کا قصور ہے اس کو قصوروار بنائیں۔ اس ملک میں عدالتیں ہیں۔ سب کو انصاف ملنا چاہیے اور برابر کا حق ہر کسی کو ملنا چاہیے۔ ہم تو یہی رونا چاہتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ایک Chief Minister کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیں اور اسپیکر کا اب بھی کوئی اتہ پتا نہ ہو۔ عمران خان جو اس ملک کا وزیراعظم رہ چکا ہے اس کی کوئی سنوائی نہ ہو۔ ہم تو آپ سے request یہ کر رہے ہیں کہ ایسا نہ کریں۔ کل یہ حکومت آپ کے ہاتھ میں نہیں ہوگی تو پھر آپ لوگ روئیں گے جس طرح آج ہم فریاد لے کر آئے ہیں، اس طرح پھر کل آپ لوگ بھی فریاد کریں گے۔ فائدہ تو کسی کو نہیں ہوگا۔ اگر اس ملک کو ترقی کی راہ پر لے کر جانا ہے تو جناب چیئرمین! ان چیزوں سے ہٹیں، بیٹھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تحمل سے بات کریں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے انہوں نے ایمرجنسی لگا دی، گورنر راج بھی لگ گیا تو ہمارا اس میں کیا قصور ہے کہ ہمیں تو ایک ادہر سے دھمکیاں ملتی ہیں۔ میں سوات میں رہتا ہوں کہ آپ نے گھر سے نہیں نکلنا۔ ابھی کوئی پتہ نہیں ہے کہ ادہر اسلام اقبال انقلابی نکلا ہوا ہے، کہتے ہیں وہ آپ کے گھر پر گرینیڈ پھینکیں گے اور آپ پر فائر کر دیں گے۔ مجھے تو حیرانگی اس پر ہوئی کہ ایک طرف تھانوں سے ہمیں message بھیجتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے ساتھ سیکورٹی کے لیے ایک دو سپاہی تھے وہ بھی ہم سے واپس لے لیے۔

تو میں منسٹر صاحب سے، رانا ثناءاللہ صاحب سے یہ request کروں گا کہ ان چیزوں کو بہتری کی طرف لے جائیں۔ یہ باری باری کی کہانی ختم کریں، جمہوریت پر آ جائیں اور سیاست کریں۔ اس ملک کی بہتری کے لیے سوچیں۔ ہمارے دشمن جو ہمارے ملک کو تباہی کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں، ان کا مقابلہ کریں۔ اپنے بارڈر secure کریں۔ اپنے ملک میں امن لائیں اور اسی میں ہماری بہتری ہوگی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ رانا صاحب! عون عباس صاحب یا گردیپ سنگھ صاحب نے جو آپ کو offer کی ہے، بات کی ہے، کچھ کہنا چاہیں؟

**Senator Rana Sana Ullah Khan**

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: جناب چیئرمین! یہ جو باتیں سینیٹر صاحب نے اور اس سے پہلے بھی جو معزز سینیٹرز صاحبان نے کی ہیں۔ ان کے اوپر دونوں ہاؤسز میں کافی discussion ہوئی ہے۔اس میں معاملہ یہ ہے کہ جمہوریت انتقال اقتدار کا ایک پرامن ذریعہ ہے جو پوری دنیا میں جتنے بھی نظام ہیں، وہ کوئی یک جماعتی نظام ہے، کوئی dictatorship ہے، بادشاہت ہے تو اس نظام کو سب سے بہتر جانا گیا ہے اور practice ہوا ہے۔۔۔(جاری ہے۔۔۔۔۔T21)

T21-20 Oct2026 Taj/Ed. Neelum 02:50 p.m.

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: (جاری) تو اس نظام کو سب سے بہتر جانا گیا ہے اور practice ہوا ہے۔اور 51% کو 100% کے اوپر اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ ایک رویہ ہے اور جمہوری رویوں میں 51% کو پابند کیا جاتا ہے جب اسے 100% کے اوپر اختیار دیا جاتا ہے کہ اپوزیشن کو بھی وہ ساتھ لے کر چلا جائے۔اور تمام معاملات کو باہمی گفت و شنید سے آگے لے کر چلا جائے۔

اب جو یہ بات کرتے ہیں کہ جی ہماری دو تہائی اکثریت وہاں پر ہے۔ وہاں پر ہماری اتنی اکثریت ہے۔ ہمارے ساتھ یہ ہو گیا، ہمیں اس طرح سے محروم کر دیا گیا ہے یعنی یہ خیال یہ کرتے ہیں کہ شاید وہاں پر ماسوائے ان کے اور کوئی قوت نہیں ہے اور کوئی لوگ نہیں ہیں۔کے پی کے کی چار کروڑ پلس آبادی ہے۔ دو کروڑ 13 لاکھ اس کے ووٹرز ہیں۔ جس الیکشن میں یہ کبھی کہتے ہیں کہ نوے فیصد عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ننانوے فیصد لوگ ہمارے ساتھ ہیں، اس الیکشن میں 41 فیصد یعنی 82 لاکھ ووٹ کاسٹ ہوئے ہیں۔ 82 لاکھ میں سے 31 لاکھ ووٹ پی ٹی آئی نے لیے ہیں۔ 51 لاکھ ووٹ دوسری جماعتوں نے لیے ہیں۔ یہ الیکشن کمیشن کے facts and figures ہیں۔ تو معاملہ یہ ہے کہ ان کو چاہیے کہ اپنے رویے کو جمہوری رویے کے طور پر لے کر آئیں۔ جو انہوں نے چار سال اس ملک میں حکومت کی ہے۔ عون بھی صاحب اب چلے گئے ہیں، جو یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ خرابی آ گئی، یہ برائی آ گئی، یہ ہو گیا۔ 1999 میں کیا تھا؟ 1999 میں پاکستان ایٹمی قوت بننے کے بعد ایشین ٹائیگر بننے جا رہا تھا۔ پوری دنیا کے رسائل یہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان ایشین ٹائیگر بننے جا رہا ہے۔اس کے بعد پھر یہی کچھ، یہی الزامات کہ کرپشن ہو گئی، یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔

اس کے بعد نو دس سال کی آمریت کے بعد 2013 میں دوبارہ پی ایم ایل (ن)، نواز شریف پر عوام نے اعتماد کیا تو 18-2017 میں آپ کی اکانومی 23 ویں نمبر پر تھی اور اگلے سال پاکستان G-20 میں پاؤں رکھنے جا رہا تھا۔ اُس وقت دہشت گردی ختم ہو چکی تھی۔ اس وقت لوڈ شیڈنگ ختم ہو چکی تھی۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مینڈیٹ چوری ہو گیا۔ 2018 میں کیا ہوا تھا؟ وہ جنوبی پنجاب کا محاذ کس نے بنایا تھا؟ وہاں سے کون لوگوں کو لے کے آیا تھا جن کو یہاں اسلام آباد میں ایک جگہ پر پٹے پہنائے گئے تھے؟ اس کے بعد پھر کس کا مینڈیٹ چوری ہوا؟ اور کون چار سال تک اس ملک پر مسلط رہا؟ کون تھا جس کے بعد چار سال بعد ملک default کرنے جا رہا تھا؟ تو یہ ساری چیزیں ہیں، ان کو پھر اگر آپ صرف اپنی حد تک ہی رکھیں گے تو پھر بات آگے نہیں بڑھتی۔

معاملہ یہ ہے کہ ان کو جمہوری رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ کون سی صوبائی حکومت ہے اور کون سا وزیر اعلیٰ جو سرِ عام یہ دعویٰ کرے کہ میں 20 لاکھ لوگ لے کر آؤں گا اور وفاقی حکومت اور اسلام آباد کا اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ ان دنوں میں یہ ساری تقاریر جو ہوتی رہی ہیں، یہ سب کے سامنے ہیں۔ پھر Apex Committee کا آپ گیارہ ماہ میں ایک اجلاس کریں۔ دوبارہ آپ اس طرف تعاون تو کیا، آپ اس طرف بات نہ کریں۔ منتخب ہوتے ہی کس نے کہا تھا کہ میں عشق عمران میں مارا جاؤں گا؟ تو اس کے ساتھ وہی کچھ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دس، گیارہ ماہ میں جتنی دیر وہ رہے ہیں، اور کچھ نہیں کیا۔

اب بھی پی ٹی آئی کے لوگوں پر better sense prevail ہونی چاہیے۔ یہ ساری چیزیں، جتنی لمبی یہ بات گنواتے ہیں کہ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ یہ پہلے سے پروگرام تھا، ارادہ تھا۔ او بھائی! جس دن رات کو اڑھائی بجے آپ کے ساتھ ایک document final ہو گیا۔ اس میں ماسوائے اس فقرے کے کہ آپ دہشت گردی کے خلاف میں تعاون کریں گے، اس کے علاوہ آپ بتائیں اور کون سی بات ہے جس پر آپ کو اعتراض ہے۔ ساری چیزیں آپ کے کہنے پر اور آپ کی مرضی سے لکھی گئیں اور on the record اور off the record بھی آپ کو یقین دلایا گیا کہ آپ کے تمام معاملات کو ہم بیٹھ کر amicably, politically resolve کریں گے۔ لیکن اس وقت آپ کے ذہن میں یہ تھا کہ وہاں پر پوری دنیا یعنی ان کے ذہن میں یہ تھا کہ چار کروڑ عوام ہمارے ساتھ ہیں، ان میں سے تین کروڑ نوے لاکھ کل کو نکلیں گے اور ہر چیز کو بہا کر لے جائیں گے۔ تو اس لیے ہمیں تو کسی چیز کو ماننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو لوگ ہمارے ساتھ بیٹھے تھے جب انہوں نے ہمارے ساتھ، ساڑھے نو بجے وہ draft final کیا، جناب چیئرمین! آپ یقین کریں کہ ان کو اسی وقت ان کے سوشل میڈیا پر گالیاں پڑنی شروع ہو

گئیں۔ انہوں نے خود ہمیں بتایا کہ جی ہمیں تو باہر گالیاں پڑ رہی ہیں۔ وہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ آپ نے معاہدہ کرکے ہمارے لانگ مارچ کو بیچ دیا ہے۔ وہ خود وہاں پر بیٹھے پریشان تھے۔ اور اسی pressure میں آکر انہوں نے اس معاہدے سے انکار کیا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی گفتگو اور discussion ہو گئی ہے، اب اس سے آگے بڑھنا چاہیے۔ میں آج بھی، مولانا صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں، تمام سیاسی جماعتوں کو دہشت گردی کے معاملے پر اکٹھا ہونا چاہیے۔ اس پر حکومت، عسکری قیادت، مسلح افواج اور law enforcing agencies کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہییں کیونکہ دہشت گردی کی اس جنگ میں جیت اور کامیابی کے علاوہ ہمارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔ ساری سیاست، سارا کچھ اسی میں ہے کہ پاکستان رہے گا تو یہ سارا کچھ ہوگا۔ تو اس لیے اور کوئی آپشن نہیں ہے۔ اس پر political point scoring کی بجائے آپ اس طرف آگے بڑھیں اور اگر آپ اس طرف قدم بڑھائیں گے تو باقی معاملات میں بھی کافی آسانی اور سہولت ہو گی۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ، رانا صاحب۔ رانا ثناء اللہ صاحب ہمیشہ ہاؤس میں موجود ہوتے ہیں، جب سے سینیٹر بنے ہیں، ہمیشہ ہم نے دیکھا ہے کہ ہر بات کا جواب بھی دیتے ہیں۔ شکریہ، رانا صاحب۔ سب دوستوں کا بہت شکریہ۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, the 23rd October, 2026, at 10:30 a.m.

---

*[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 23rd October, 2026, at 10:30 a.m.*

---